63

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،6۔جولائی2010

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات (محکمہ زراعت)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

حصہ اول

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

(مسودہ قانون جو پیش کیا جائے گا)

THE IN-HOUSE WORKING WOMEN PROTECTION BILL 2010
(Bill No. 12 of 2010)

Mrs Seemal Kamran: **Mrs Amna Ulfat:**	To move that leave be granted to introduce the In-House Working Women Protection Bill 2010.
Mrs Seemal Kamran: **Mrs Amna Ulfat:**	to introduce the In-House Working Women Protection Bill 2010.

حصہ دوم

(مفاد عامہ سے متعلق قراردادیں)

1. جناب محمد محسن خان لغاری: یہ ایوان حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ ڈی جی خان میں جو میڈیکل کالج قائم کیا گیا ہے اس میں داخلہ کے لئے ڈی جی خان کے ٹرائبل ایریا کے بچوں کے لئے مناسب سیٹیں مختص کی جائیں۔

2. محترمہ زوبیہ رباب ملک: اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت صوبہ پنجاب میں سرکاری ملازمتوں میں خواتین کا کوٹا بڑھا کر 10 فیصد کر دیا جائے۔

3. محترمہ ثمینہ خاور حیات: یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ حضرت فاطمتہ الزہرہؓ جو ایک اچھی بیٹی، عمدہ بیوی اور مثالی ماں تھیں، اس لئے ان کے یوم ولادت 20 جمادی الثانی کو "یوم خواتین" کے طور پر منایا جائے۔

64

4. محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): یہ ایوان پنجاب حکومت سے پُرزور اپیل کرتا ہے کہ کلاس نہم کے امتحانی داخلہ کے لئے (ب) فارم کی جو شرط محکمہ تعلیم نے لازمی قرار دی ہے اس کو ختم کیا جائے کیونکہ اس شرط سے ہزاروں طلباء و طالبات کی تعلیم متاثر ہونے کا خدشہ ہے اس لئے طالبعلموں کو (ب) فارم کی شرط سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔

65

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا انیسواں اجلاس

منگل،6۔جولائی2010

(یوم الثلاثہ،23۔رجب المرجب1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز،لاہور میں صبح11بج کر40منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِo

تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ ۡ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ ۙ (1)
الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۭ
وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ۙ (2) الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۭ مَا تَرٰى فِيْ
خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ۭ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ (3)
ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ (4)
وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاۗءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ
وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيْرِ (5)

سُوْرَۃُ المُلک آیات 1 تا 5

وہ(اللہ)جس کے ہاتھ میں بادشاہی ہے بڑی برکت والا ہے۔اور وہ ہر چیز پر قادر ہے(1)اسی نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہاری آزمائش کرے کہ تم میں کون اچھے عمل کرتا ہے۔اور وہ زبردست(اور)بخشنے والا ہے(2)اس نے سات آسمان اوپر تلے بنائے۔(اے دیکھنے والے)کیا تو(اللہ)رحمٰن کی آفرینش میں کچھ نقص دیکھتا ہے؟ذرا آنکھ اٹھا کر دیکھ بھلا تجھ کو(آسمان میں)کوئی شگاف نظر آتا ہے؟(3)پھر دوبارہ(سہ بارہ)نظر کر،تو نظر(ہر بار)تیرے پاس ناکام اور تھک کر لوٹ آئے گی(4)اور ہم نے قریب کے آسمان کو(تاروں کے)چراغوں سے زینت دی۔اور ان کو شیطان کے مارنے کا آلہ بنایا اور ان کے لئے دہکتی آگ کا عذاب تیار کر رکھا ہے(5)

وما علینا الا البلاغ o

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

اج سک متراں دی ودھیری اے
کیوں دلڑی اُداس گھنیری اے
لوں لوں وچ شوق چنگیری اے
اَج نیناں لائیاں کیوں جھڑیاں
مکھ چند بدر شعشانی اے
متھے چمکے لاٹ نُورانی اے
کالی زلف تے اکھ مستانی اے
مخمور اکھیں ہن مدھ بھریاں
ایس صورت نُوں میں جان آکھاں
جاناں آکھاں کہ جان جہان آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی میں شان آکھاں
جس شان توں شاناں سب بنیاں
سبحان اللہ ما اجملک
ما احسنک ما اکملک
کتھے مہر علی کتھے تیری ثناء
گستاخ اکھیں کتھے جا اڑیاں
اج سک متراں دی ودھیری اے
کیوں دلڑی اُداس گھنیری اے

سوالات

(محکمہ زراعت)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔وقفہ سوالات شروع ہونے سے پہلے میں آپ تمام حضرات کی اطلاع کے لئے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ کل کی کمیٹی میٹنگ میں ہمارا فیصلہ ہوا ہے کہ ایک سوال کے لئے تین منٹ سے زیادہ ٹائم نہیں دیا جائے گا، آپ ان تین منٹ میں ضمنی سوال کر سکتے ہیں۔اگر اپوزیشن کے کسی معزز ممبر کی طرف سے سوال ہے اور وہ خود موجود نہیں توon his behalf بھی اپوزیشن کی طرف سے ہی ہو گا اور ضمنی سوال بھی انہی کی طرف سے ہو گا۔ اگر سوال حکومتی بنچوں کے کسی معزز ممبر کا ہے اور وہ خود موجود نہیں تو پھرon his behalf بھی حکومتی بنچوں کی طرف سے ہو گا اور ضمنی سوال بھی انہی کی طرف سے ہی ہو گا لہٰذا مہربانی فرما کر ان چیزوں پر سختی سے پابندی کریں۔میں خصوصی طور پر یہ بھی گزارش کروں گا کہ وقفہ سوالات کے دوران پوائنٹ آف آرڈر سے اجتناب کیا جائے۔اگر آپ کہیں گے تو وقفہ سوالات کے بعد میں آپ کے پوائنٹ آف آرڈرز کے لئے دس یا پندرہ منٹ ضرور نکالوں گا۔بہت شکریہ

اب وقفہ سوالات شروع ہو تا ہے۔ آج محکمہ زراعت سے متعلقہ سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔سب سے پہلا سوال سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے ۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! On his behalfسوال نمبر136 میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز رکن نے سید حسن مرتضیٰ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے لیکن آپ ٹائم note کر لیں کہ تین منٹ سے زیادہ وقت کسی کو نہیں ملے گا۔

صوبہ بھر میں 2005 سے 2007 کی آبپاشی کے پختہ کھالوں کی تعداد و تفصیل

*136:سید حسن مرتضیٰ:کیاوزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) 2005سے2007تک صوبہ بھر میں آبپاشی کے کتنے کھالوں کو پختہ کیا گیا؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو مجموعی لمبائی اور حکومت کی طرف سے خرچ کردہ اخراجات مع ضلع اور تحصیل وار بیان کئے جائیں؟

وزیر زراعت(ملک احمد علی اولکھ):

(الف) صوبہ پنجاب میں مالی سال05۔2004سے07۔2006تک کل12,553کھالوں کو پختہ کیا گیا۔

(ب) پختہ کئے گئے کھالوں کی مجموعی لمبائی41,144کلو میٹر ہے جس میں کچہ اصلاح31,241کلو میٹر اور پختہ تعمیر کی کل لمبائی9,903کلو میٹر ہے۔

ان کھالوں پر حکومت کے ذمے 64فیصد کے حساب سے 6۔ارب 44کروڑ35لاکھ51 ہزار(6443.551ملین)روپے خرچ ہوئے ہیں جبکہ کسانوں نے36 فیصد کے حساب سے3۔ارب 62کروڑ44لاکھ 97ہزار (3624.497ملین)روپے اپنا حصہ ڈالا۔ اس طرح کل لاگت10۔ارب6کروڑ90لاکھ 50ہزار (10,069.05ملین)روپے بنتی ہے۔ ضلع اور تحصیل وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ پختہ کھالوں کے لئے جو پالیسی بنائی گئی ہے اس کے مطابق کئی جگہوں پر ایک کھال کو ایک یا دو ایکڑ بنا کر چھوڑ دیا جاتا ہے لیکن جب زمیندار محکمے سے رابطہ کرتے ہیں کہ ہمیں نیا کھال بنا کر دیا جائے تو وہ کہتے ہیں کہ آپ کا کھال تو پختہ بن گیا ہے اور باقی نہیں بنا سکتے۔کیا حکومت ان کھالوں کو مکمل کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے یا اس پالیسی پر نظر ثانی کی جائے گی اور پبلک کو یہ reliefدیا جائے گا؟

جناب سپیکر:جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت(ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر!اس وقت 66 بلین روپے سے اصلاح آبپاشی کا ایک نیشنل پروگرام چل رہا ہے۔اس ٹوٹل رقم میں سے پنجاب کا حصہ 20۔ارب روپے بنتا ہے لیکن وفاق سے

ہمیں 12۔ ارب روپے کی allocation ہوئی ہے اور ابھی اس سال کے پیسے ملا کر 15۔ارب روپے ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ خود ہی جواب لمبا کرتے ہیں، مہربانی فرما کر بتائیں کہ آپ اسے آگے بڑھانے کا ارادہ رکھتے ہیں یا نہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں ادھر ہی آرہا ہوں۔ہمارے پاس جو وسائل ہیں انہیں مدنظر رکھتے ہوئے انجمن کے ذریعے کھال بنایا جاتا ہے۔اگر اس کی requirement کے مطابق سارا کھال پختہ کیا جائے پھر تو بیس سال میں بھی پورے پنجاب کے کھال نہیں بن سکتے۔ہمارے پاس اٹھاون ہزار کھال ہیں اور اس وقت تک اڑتیس ہزار بن چکے ہیں، اگر مکمل بنانے ہیں تو پھر سارے نہیں بن سکیں گے۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! میرا سوال یہ تھا کہ جو کھال مکمل نہیں بنے انہیں مکمل کرنے کے لئے حکومت کوئی پالیسی بنانا چاہتی ہے لیکن انہوں نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔انہوں نے بتایا ہے کہ ہم نے اڑتیس ہزار کھالے پختہ کئے ہیں۔میرا سوال یہ ہے کہ جو کھال نامکمل ہیں اور زمینداروں کی requirement ہے اور اس سے پانی بھی بچایا جا سکتا ہے۔اس بارے میں حکومت کیا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ایک کھال کی لمبائی چار کلومیٹر بنتی ہے اگر سارا کھال پختہ کیا جائے تو اس کے لئے بہت زیادہ رقم درکار ہوتی ہے اس لئے باقی کھال کچا بنایا جاتا ہے تاکہ پانی کی روانی صحیح ہو۔اگر فنڈ میسر ہوں اور وہاں کی انجمن پیسے فراہم کرے تو پھر سارا کھال پختہ ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کے کہنے کا مقصد ہے کہ case to case deal کیا جا سکتا ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جی۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! میں پھر آپ کی وساطت سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر case to case deal کر لیا جائے پھر تو پنجاب میں لوگوں کا مسئلہ ہی حل ہو جائے گا۔واٹر منیجمنٹ ایک علیحدہ ڈیپارٹمنٹ بنا ہوا ہے اور اس کا اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ concerned ہے

جب بے چارے زمیندار ان کے پاس جاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ اگر آپ کا کھال ایک یادو ایکڑ بن گیا ہے تو ہم باقی نہیں بنا سکتے۔میری صرف یہ گزارش ہے کہ جو کھال تھوڑے بنے ہوئے ہیں انہیں مکمل کرنے کے لئے پالیسی بنائی جائے اور زمینداروں کو facilitate کیا جائے اور اس مقصد کے لئے فنڈز مہیا کئے جائیں تا کہ وہ کھال مکمل ہو سکیں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): ہر کھال کی نوعیت علیحدہ ہے۔حکومت تو چاہتی ہے کہ تمام کھال پختہ کئے جائیں لیکن اگر ایک کھال کی لمبائی چار کلو میٹر ہے تو اس طرح انہیں پختہ کرنے کے لئے کھربوں روپے درکار ہوں گے۔(شوروغل)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔آرڈر پلیز۔آپ کے ہی سوالات کے جوابات دے رہے ہیں۔ذرا غور سے سنئے گا۔جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اگر انجمن contribute کرتی ہے تو پھر اسے consider کیا جا سکتا ہے۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! ہر کھال پر ایک انجمن بنتی ہے۔زمیندار اس میں 20 فیصد پیسے share کرتے ہیں۔وہ لوگ پیسے share کرنے کے لئے تیار ہیں اور محکمے کے پاس ہر ضلع میں کروڑوں روپے دستیاب ہیں لیکن خرچ نہیں ہو رہے اور وہ پیسے ہر سال lapse ہو جاتے ہیں۔میری صرف یہ گزارش ہے کہ جو کھال بنے ہیں لیکن مکمل نہیں ہوئے انہیں مکمل کرنے کے لئے انجمن پیسے دینے کے لئے تیار ہے اور ان کے پاس بھی فنڈز ہیں لہذا صرف اس پالیسی پر نظر ثانی کی جائے تا کہ وہ کھالے مکمل ہو سکیں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ان کا version درست نہیں ہے۔اگر فنڈز ہوتے تو ہم ٹوٹل اٹھاون ہزار کھال ہی پختہ کر دیتے۔ابھی تو ہم نے اڑتیس ہزار کھال پختہ کئے ہیں اور اگر پیسے دستیاب ہوتے تو پنجاب حکومت کھال پختہ کرنے کے لئے تیار ہے۔دراصل مسئلہ پیسوں کا ہے۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: اس میں میری یہ گزارش ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: اس سوال کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔اب نہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (چودھری ممتاز احمد ججہ): جناب سپیکر! حکومت کی پالیسی ہے کہ کھال 30 فیصد پختہ بنایا جائے گا لیکن جو کھال 30 فیصد سے کم بنے ہوئے ہیں کیا حکومت وہ 30 فیصد مکمل کرنے کے لئے تیار ہے؟

جناب سپیکر: جی، شکریہ

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! میں وزیر صاحب کو بتانا چاہتی ہوں کہ خاص طور پر ضلع چکوال میں چالیس پچاس ایکڑ سے بھی زیادہ لمبے کھال بنا کر کھیتوں کو پانی دینے کی بجائے صرف ایک گاؤں کو مستفید کرنے کے لئے ایک ڈیم کے اندر پانی دیا جارہا ہے لہذا میری استدعا ہے کہ ایک فیصلہ کیا جائے کہ یہ کھال صرف کھیتوں کو سیراب کرنے کے لئے ہیں نہ کہ ڈیم میں پانی اکٹھا کرنے کے لئے۔ محکمہ زراعت نے آج تک میرے اتنے زیادہ خط لکھنے کے باوجود اس سلسلے میں کوئی فیصلہ نہیں کیا لہذا آپ کی وساطت سے عرض ہے کہ اس قسم کے کھالے جو صرف ایک گاؤں کو مستفید کرنے کے لئے ڈیم کو پانی پہنچارہے ہیں یہ سسٹم بند ہونا چاہئے اور خصوصی طور پر ہمارے چکوال کے لئے کوئی فیصلہ کریں کہ ان کا کیا ہوگا چونکہ چکوال بارانی علاقہ ہے اور وہاں تو پہلے ہی پانی نہیں ہوتا۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! خاتون ممبر اپنی تجویز دیں ہم اسے consider کرلیں گے۔ اگر اس میں کوئی ترمیم کرنے والی ہوئی تو ہم کردیں گے۔

جناب سپیکر: محترمہ! منسٹر صاحب کو تجویز دے دیں۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جی، درست ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! On her behalf سوال نمبر 1239 میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز رکن نے محترمہ ثمینہ خاور حیات کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: وہ تو ابھی یہاں تشریف فرما تھیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! وہ کسی کام سے گئی ہیں۔

جناب سپیکر: اچھا ٹھیک ہے۔جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں جعلی زرعی ادویات کی فروخت کی روک تھام کے لئے کئے گئے اقدامات کی تفصیلات

*1239: **محترمہ ثمینہ خاور حیات:** کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ میں جعلی زرعی ادویات کی فروخت کی روک تھام کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

(ب) زرعی ادویات کے ڈیلرز تقسیم کنندگان اور پیک کرنے والے حضرات کو مقرر کرنے کے لئے کیا criteria ہے تاکہ ان کی دیانت داری کسی شک وشبہ سے بالاتر ہو شرائط سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) تجربہ گاہوں لیبارٹریز کے authentic ہونے کا کیا criteria ہے جن تجربہ گاہوں سے ادویات چیک کرائی جاتی ہیں کیا وہ باقاعدہ رجسٹرڈ اور لائسنس یافتہ ہیں، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) حکومت پنجاب نے جعلی زرعی ادویات کی روک تھام کے لئے متعدد اقدامات کئے ہیں۔

I۔ موجودہ حکومت برسر اقتدار آتے ہی فوری طور پر ایسی ادویات کے خاتمہ کے لئے باقاعدہ طور پر مانیٹرنگ کو سخت کرنے کی مہم چلائی جس میں محکمہ کے اعلیٰ افسران اور وزیر زراعت خود گوداموں اور فیکٹریوں تک چھاپوں میں شامل ہوئے۔

II۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے DCO کی سربراہی میں ضلعی سطح پر ٹاسک فورسز قائم کیں جو باقاعدہ میٹنگ کرکے اپنے اپنے اضلاع میں تمام مہم کی نگرانی کرتے ہیں۔

III۔ صوبائی سطح پر اعلیٰ ٹاسک فورس قائم کی گئی۔

IV۔ خفیہ اور سپیشل برانچ کے اداروں کو لیبارٹری سٹاف اور پیسٹ وارننگ اینڈ کوالٹی کنٹرول کے افسران کی کارکردگی کا جائزہ لینے کے لئے ذمہ داری تفویض کی گئی اور نشاندہی پر متعدد لوگوں کو ہٹایا گیا۔

V۔ وزیراعلیٰ پنجاب نے خود متعدد اجلاسوں کی صدارت کی۔

VI۔ باقاعدہ عدالت عالیہ سے درخواست کر کے سنگل کورٹ کو فوری فیصلوں کے لئے ذمہ داری سونپی گئی اور خصوصی طور پر بہتر شہرت کے حامل پبلک پراسیکیوٹر پیروی کے لئے تعینات کئے گئے۔

VII۔ تھانوں اور عدالتوں میں مقدمات کی بھرپور پیروی کی گئی۔

مندرجہ بالا اقدامات کی روشنی میں غیر رجسٹرڈ یا ملاوٹ شدہ جعلی، زائدالمیعاد ادویات کے خلاف ٹھوس کارروائی کر کے نہ صرف 33 کروڑ روپے کی ادویات برآمد کر کے مقدمات بھی درج کروائے گئے۔

(ب) پیسٹی سائیڈ ڈیلرز کے لئےcriteria

1. کم از کم میٹرک تعلیم ہو۔
2. ٹریننگ سرٹیفکیٹ اور لائسنس یافتہ ہو۔
3. ڈیلر شپ سرٹیفکیٹ، کمپنی / فرم کا ہو۔
4. جس ضلع سے لائسنس حاصل کیا ہو صرف اسی ضلع میں کاروبار کر سکتا ہے۔

ٹریننگ سرٹیفکیٹ شعبہ پیسٹ وارننگ اینڈ کوالٹی کنٹرول محکمہ زراعت کی طرف سے 15روزہ ٹریننگ حاصل کرنا ضروری ہے۔

تقسیم کنندگان کاcriteria

بحوالہ پیسٹی سائیڈ آرڈیننس SRO790Dt05-08-2005,1971

1. پیسٹی سائیڈز آرڈیننس کے تحت 10 زرعی گریجویٹ کی تعیناتی ضروری ہے۔
2. دس لاکھ روپے کیbank depositرپورٹ۔
3. 10 گاڑیاں مع الائمنٹ۔
4. لوازمات کے ساتھ گودام کی موجودگی۔
5. محکمہ زراعت سے رجسٹریشن حاصل کرنا۔

ریفیلنگ پلانٹ کے لئےcriteria

1۔ فیڈرل پلانٹ پروٹیکشن ڈیپارٹمنٹ سے منظوری۔

2۔ automatic systemکا ہونا ضروری ہے۔

3۔ پیک یا بوتل پر کمپنی کا نام، قیمت، مقدار، زہر، ایڈریس، فون نمبر، خطرے کا نشان، وغیرہ کا لکھا ہونا ضروری ہے۔

4۔ lab facilitiesضروری ہے۔

5۔ حفاظتی سامان کی موجودگی۔

(ج) تجربہ گاہوں کے مصدقہ (authentic)ہونے کا criteria یہ ہے کہ کوئی پرائیویٹ ٹیسٹنگ لیب کو رجسٹرڈ نہیں کیا جاتا ہے بلکہ صرف وفاقی اور صوبائی حکومتوں کی رجسٹرڈ تجزیہ گاہیں سیمپل کا تجزیہ کرتی ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (الف) میں جعلی زرعی ادویات کی فروخت کی روک تھام کے بارے میں پوچھا گیا ہے کہ حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے؟ انہوں نے اس کے جواب میں کوئی پینتیس task forcesکا ذکر کیا ہے اور پھر بتایا ہے کہ ڈی سی او صاحبان گودام پر چھاپے بھی مارتے ہیں۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ضلع اور صوبائی سطح پر task forcesہیں، خفیہ اور سپیشل برانچ کے ادارے بھی Laboratoriesکو monitor کر رہے ہیں۔ اس کے باوجود یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اس وقت بھی مارکیٹ میں جعلی زرعی ادویات فروخت ہو رہی ہیں۔ Organic fertilizers and organic tonic کے نام سے مختلف جعلی ادویات کی marketing کرنے والے لوگ کسانوں کو فروخت کرتے ہیں تو یہ ساری task forces, agencies اور ڈی سی او صاحبان کیا کر رہے ہیں؟ جس چیز کی روک تھام کے لئے ان سب کو depute کیا گیا ہے وہ جعلی ادویات تو ابھی بھی فروخت ہو رہی ہیں اور اس کی کوئی روک تھام نہیں ہو سکی تو پھر محکمہ اس حوالے سے کیا کر رہا ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! pesticides فصلوں کے لئے کوئی اتنی اچھی چیز نہیں۔ اس کے مختلف methodsہیں اور pests کو کنٹرول کرنے کے مختلف پروگرام ہیں۔ پنجاب میں 1950سے pesticides آئی ہیں اس سے پہلے نہیں تھیں۔ یہاں pesticides کی پہلی کھیپ 1954میں آئی تھی۔ یہ pesticides یہاں پر multi-national and national companies کے ذریعے آ رہی ہیں۔ جعلی ادویات کی روک تھام کے لئے انتہائی مؤثر اقدامات کئے گئے ہیں۔ اس کے نتیجے میں 35 کروڑ روپے کی جعلی زرعی ادویات پکڑی گئی ہیں۔ پہلے اس کے لٹریچر کی شرح

9فیصد تھی اب یہ 1.6 فیصد پر آ گئی ہے۔ ہم sampling کر رہے ہیں۔ جہاں کہیں سے بھی کوئی شکایت آتی ہے تو اس پر بڑا actively action لیا جا رہا ہے۔ اگر ہماری معزز خاتون ممبر یا دوسرے ممبران اس حوالے سے ہمیں کوئی information دیں گے تو اس پر quickly action لیا جائے گا۔ ہمارا جو کوالٹی کنٹرول کا شعبہ ہے وہ اس کو monitor کرتا ہے۔ دراصل pesticides کا تمام business de-regularized ہو چکا ہے۔ یہ پرائیویٹ کمپنیاں ہیں اور وفاقی حکومت ان کو regulate کرتی ہے۔ وفاقی حکومت ہی ان کے licenses کا اجراء کرتی ہے اور وہی formation کی اجازت دیتی ہے۔ ہماری صوبائی حکومت صرف کوالٹی کنٹرول پر توجہ دے رہی ہے۔ اگر ہمیں کہیں سے بھی کوئی information آتی ہے تو اس پر فوری طور پر کارروائی کی جاتی ہے۔ مسلسل کارروائی کے بعد اب جعلی زرعی ادویات کی شرح کم ہو گئی ہے۔ میرے پاس پوری فہرست ہے کہ متعدد لوگوں کو لاکھوں روپے جرمانے ہوئے ہیں، لوگوں کو گرفتار بھی کیا گیا۔ اس حوالے سے خصوصی عدالت قائم کی گئی ہے اور special Prosecutors مقرر کئے گئے ہیں۔ اس کی مکمل طور پر قریب سے نگرانی کی جا رہی ہے۔ اگر کسی کے پاس کوئی ایسی information ہے تو ہمیں دی جائے محکمہ اس پر فوری طور پر کارروائی کرے گا۔ ہم sampling کر رہے ہیں اور ہماری جو Laboratories ہیں ان پر intelligence بیٹھی ہوئی ہے۔ ہم نے ان لوگوں کو وہاں سے ہٹا دیا ہے جو کہ malpractices میں involved تھے۔ اب اگر ہم سو samples لیتے ہیں تو ان میں سے صرف ایک میں ملاوٹ پائی جاتی ہے باقی ادویات اصلی ہوتی ہیں۔ اس طرح میں سمجھتا ہوں کہ گزشتہ دو سالوں میں ہماری حکومت اور وزیراعلیٰ صاحب نے اس جانب خصوصی توجہ دی ہے، پورا محکمہ دن رات اسی کی روک تھام میں لگا ہوا ہے۔ ہمارے معاشرے میں یہ لعنت بہت زیادہ بڑھ گئی تھی، لوگوں کو پیسا کمانے کی حرص نے اس میں مبتلا کر دیا تھا، اس کی روک تھام کے لئے جو exercise کی گئی ہے اس کے نتیجہ میں جعلی زرعی ادویات کی شرح بہت ہی کم ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر: اولکھ صاحب! میں آپ کے لئے سپیشل مائیک منگوا رہا ہوں کیونکہ آپ کی بات نزدیک بیٹھے ہوئے ممبران تو سمجھ پائے ہوں گے لیکن تھوڑا دور بیٹھے ہوئے لوگ شاید آپ کی بات کو صحیح طرح

سے سمجھ نہیں سکے۔ آپ کے مائیک میں کوئی fault ہے جس کی وجہ سے آواز یہاں تک نہیں پہنچ رہی۔ مہربانی کرکے آپ اس کو مذاق کے انداز میں نہ لیجئے گا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جہاں تک مجھے honourable Minister صاحب کی بات سمجھ آئی ہے، اس کے مطابق انہوں نے admit کیا ہے کہ واقعی یہ ایک بہت بڑی لعنت ہے جس کی وجہ سے ہمارا معاشرہ بُری طرح سے effect ہو رہا ہے۔ میں بھی اس سے fully agree کرتی ہوں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ honourable Minister صاحب خود یہ مان رہے ہیں کہ اتنے زیادہ افسران، D.C.Os صاحبان اور task forces سب جعلی ادویات کی فروخت کو روکنے میں ناکام ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! منسٹر صاحب نے یہ بات کب کہی ہے؟ انہوں نے تو یہ کہا ہے کہ ہم نے جن لوگوں کے چالان کئے ہیں ان کی فہرست میرے پاس موجود ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں نے یہ گزارش کی ہے کہ منسٹر صاحب کی بات کی جتنی مجھے سمجھ آئی ہے اس کے مطابق انہوں نے مجھ سے agree کیا ہے۔ اب میں اپنا دوسرا ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، اب مزید ضمنی سوال نہیں ہو گا۔ آپ تشریف رکھیں۔ اگلا سوال محمد حفیظ اختر چودھری صاحب کا ہے۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! سوال نمبر 1748۔

جناب سپیکر: کیا اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جی ہاں! اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

زرعی یونیورسٹی فیصل آباد، ڈپٹی رجسٹرار کی تین پوسٹوں پر تعیناتی

*1748: جناب محمد حفیظ اختر چودھری: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں یکم جنوری 2001 سے آج تک بطور وی سی کام کرنے والے افراد کے نام، ولدیت، تعلیمی قابلیت، پتاجات اور تجربہ کی تفصیل بتائیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ موجودہ وی سی سے پہلے وی سی کے دور میں ڈپٹی رجسٹرار (سٹوڈنٹ ریکارڈ برانچ) کے پاس تین اسامیوں کا اضافی چارج رہا ہے، اگر ہاں تو ان اسامیوں کے نام اور یہ کس کس گریڈ کی اسامیاں تھیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ان اسامیوں کے اضافی چارج کے دوران موصوف نے جو بے قاعدگیاں کی تھیں ان کے خلاف اسی یونیورسٹی کے ملازمین نے درخواستیں اعلیٰ حکام کو دیں اگر ہاں تو یہ غیر قانونی کام کون کون سے ہیں؟

(د) کیا موجودہ حکام نے ان درخواستوں / شکایات پر انکوائری کروائی ہے، اگر ہاں تو یہ انکوائری کس آفیسر نے کی تھی نیز فائنڈنگ میں جو ریمارکس دیئے گئے تھے، ان کی تفصیل بتائیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں یکم جنوری 2001 سے آج تک مندرجہ ذیل وائس چانسلر صاحبان نے خدمات سرانجام دیں۔

1۔ (پروفیسر ڈاکٹر ریاض حسین قریشی) مورخہ 1999-12-11 تا 2004-02-15

2۔ (پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد) مورخہ 2004-02-16 تا 2008-02-27 (قبل دوپہر)

3۔ مورخہ 2008-02-27 (بعد دوپہر سے جناب پروفیسر ڈاکٹر اقرار احمد خان صاحب بطور وائس چانسلر اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

متذکرہ بالا وائس چانسلر صاحبان کے نام ولدیت، تعلیمی قابلیت، پتاجات اور تجربہ کی تفصیل ملحقہ نمبر 1 صفحہ نمبر 1 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ بات درست ہے کہ سابقہ وی سی صاحب کے دور میں جناب شاہد افضال گل ڈپٹی رجسٹرار کے پاس تین اسامیوں کا چارج رہا ہے۔ ان اسامیوں کے نام، گریڈ اور مدت اس طرح ہے۔

1۔ بطور ریگولر ڈپٹی رجسٹرار گریڈ 18 سٹوڈنٹ ریکارڈ برانچ اضافی چارج ڈپٹی رجسٹرار (اسٹیبلشمنٹ) مورخہ 2004-04-07 تا 2005-01-07 ملحقہ نمبر 2 تا 5

2۔ بطور ریگولر ڈپٹی ٹریژرر گریڈ 18،اضافی چارج ڈپٹی رجسٹرار سٹوڈنٹ ریکارڈ برانچ مورخہ 04-04-2006تا03-07-2006(ملحقہ نمبر6)
مورخہ04-07-2006تا03-10-2006(ملحقہ نمبر7)
مورخہ05-10-2006تا04-01-2007(ملحقہ نمبر8)
مورخہ05-01-2007تا04-04-2007(ملحقہ نمبر9)
مورخہ06-04-2007تا05-07-2007(ملحقہ نمبر10)
مورخہ06-07-2007تا05-10-2007(ملحقہ نمبر11)
مورخہ07-10-2007تا06-01-2008(ملحقہ نمبر11)
مورخہ07-01-2008تا06-04-2008(ملحقہ نمبر11)
مورخہ08-04-2008تا02-07-2008(ملحقہ نمبر12)

3۔ بطور ڈپٹی ٹریژرر وایڈیشنل چارج ڈپٹی رجسٹرار سٹوڈنٹ ریکارڈ برانچ اضافی ڈیوٹی ٹریژرر گریڈ 19۔مورخہ07-03-2007تا01-05-2008(ملحقہ نمبر13)
یہ اضافی ڈیوٹی حکومت پنجاب کی طرف سے موجودہ ٹریژررعبدالغفور صاحب کی تقرری تک جاری رہی(ملحقہ نمبر14)

4۔ موجودہ وائس چانسلر صاحب نے مورخہ 01-07-2008کو شاہد افضال گل،ڈپٹی ٹریژرر کو بطور ڈپٹی رجسٹرار،سٹوڈنٹ ریکارڈ برانچ تبدیل کر دیا ہے اور اب ان کے پاس کوئی اضافی چارج نہیں ہے۔(ملحقہ نمبر15)

(ج) شاہد افضال صاحب کے بطور ڈپٹی رجسٹرار(اسٹیبلشمنٹ)اضافی ڈیوٹی کے دوران ایک کمپلینٹ گورنر ہاؤس سے بذریعہ لیٹر نمبرGS(B)13-2/2004-614بتاریخ 19-11-2004 موصول ہوئی تھی(ملحقہ نمبر16)جس کی انکوائری کے لئے بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر 17-19114/Eبتاریخ 02-12-2004ایک کمیٹی مندرجہ ذیل ٹیچرز پر مشتمل بنائی گئی تھی (ملحقہ نمبر17)

1	ڈاکٹر محمد یونس،پروفیسر/چیئرمین ڈیپارٹمنٹ آف لائیوسٹاک مینجمنٹ	چیئرمین
2	ڈاکٹر محمود احمد رندھاوا،ایسوسی ایٹ پروفیسر/چیئرمین،ڈیپارٹمنٹ آف کانٹی نیونگ ایجوکیشن	ممبر
3	ڈاکٹر طاہر صدیقی،اسسٹنٹ پروفیسر،ڈیپارٹمنٹ آف فارسٹری اینڈ رینج مینجمنٹ۔	ممبر
4	وقار احمد صاحب،اسسٹنٹ پروفیسر،انسٹیٹیوٹ آف ہارٹیکلچرل سائنسز۔	ممبر

کمیٹی کی سفارشات آفس کو آج تک موصول نہیں ہوئیں۔ کمیٹی کے کنوینر صاحب سے اب رابطہ کرنے پر پتا چلا ہے کہ انہوں نے اپنی کمیٹی کی سفارشات اس وقت کے وی سی صاحب کو دے دی تھیں۔(ملحقہ نمبر18)

اس وقت جو بھی شکایات آتیں وہ وی سی صاحب کو ہی موصول ہوتی تھیں اور وی سی صاحب اپنے لیول پر ہی کارروائی کرتے تھے۔ ان شکایات کا کوئی ریکارڈ آفس میں موجود نہ ہے۔ البتہ ایسی دو شکایات یونیورسٹی نے شکایت کنندگان کی شناخت نہ ہونے کی وجہ سے فائل کر دی تھیں۔(ملحقہ نمبر19۔20)

ایک اور کیس میں صرف انکوائری رپورٹ آفس کو وصول ہوئی تھی (ملحقہ نمبر21) جس پر سابقہ وی سی صاحب نے مندرجہ ذیل سزائیں منظور کیں اور ان سزاؤں پر عملدرآمد بھی ہوا تھا:۔

1۔ مسٹر محمد سہیل، آفس اسسٹنٹ کو یونیورسٹی کی ملازمت سے برطرف (ملحقہ نمبر22)

2۔ مسٹر غلام مصطفیٰ سینئر کلرک کو یونیورسٹی کی ملازمت سے برطرف (ملحقہ نمبر23)

3۔ مسٹر محمد ارشد قاسمی، آفس اسسٹنٹ سے بطور سینئر کلرک تنزلی۔(ملحقہ نمبر24)

نوٹ: لاہور ہائی کورٹ نے مسٹر محمد سہیل اور محمد ارشد قاسمی کی دائر اپیلوں کو منظور کرتے ہوئے انکوائری سفارشات کالعدم قرار دے دی تھیں اور یونیورسٹی کو اختیار دیا تھا کہ وہ چاہے تو دوبارہ اس معاملے کی انکوائری کرا سکتی ہے۔ یونیورسٹی کی موجودہ انتظامیہ نے متذکرہ بالا تینوں ملازمین سے بیان حلفی لے کر اور یونیورسٹی لیگل ایڈوائزر کے مشورہ سے انہیں ان کی نوکریوں پر بحال کر دیا ہے۔

(د) یونیورسٹی کی موجودہ انتظامیہ کے پاس ایسی درخواستوں کا کوئی ریکارڈ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(ج) کے جواب میں یہ لکھا گیا ہے کہ "کمیٹی کی سفارشات آفس کو آج تک موصول نہیں ہوئیں" کیا ادارے کا سربراہ جو انکوائری کمیٹی بناتا ہے اس کی رپورٹ آفس میں آنی چاہئے یا نہیں؟ ہمارا system اور ادارے مضبوط ہونے

چاہئیں۔میں کہتا ہوں کہ کوئی ایسا طریق کار وضع کیا جائے کہ انکوائری کی جو بھی رپورٹ ہو وہ proper طریقے سے ادارے کے سربراہ کے دفتر میں آنی چاہئے۔وزیر زراعت صاحب اس کے لئے کیا ارادہ رکھتے ہیں؟

وزیر زراعت(ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر!زرعی یونیورسٹی فیصل آباد ایک خود مختار ادارہ اور autonomous body ہے۔اس کے چانسلر گورنر ہیں۔اسی طرح یونیورسٹی کے وائس چانسلر، سنڈیکیٹ اور سینیٹ موجود ہے۔یونیورسٹی کے طریق کار کے مطابق سنڈیکیٹ کے فیصلے سینیٹ میں جاتے ہیں اور سینیٹ کی منظوری کے بعد پھر وہ گورنر کے پاس جاتے ہیں جو کہ حتمی اتھارٹی ہیں۔ہمارے معزز ایم پی اے صاحب نے شاہد افضال گل،ڈپٹی رجسٹرار کے بارے میں سوال کیا ہے۔اس حوالے سے ایک انکوائری کمیٹی بنائی گئی اور اس کمیٹی نے اپنی سفارشات وائس چانسلر کو بھجوائی ہیں۔وائس چانسلر،ڈاکٹر بشیر احمد ریٹائر ہو چکے ہیں جبکہ یہ انکوائری رپورٹ بھی وہ ساتھ لے گئے ہیں۔یہ انکوائری رپورٹ اس وقت یونیورسٹی کے ریکارڈ میں موجود نہیں ہے۔اس معاملے کی انکوائری کے لئے آپ چاہیں تو ہاؤس کی کمیٹی بنا دیں۔اگر آپ ہمیں حکم دیں گے تو اس معاملے کی دوبارہ انکوائری کروائی جا سکتی ہے۔ریکارڈ پر الزامات کی فہرست موجود ہے اور نہ ہی انکوائری رپورٹ موجود ہے۔ہمیں یونیورسٹی سے یہی جواب موصول ہوا ہے۔ریٹائر ہونے والے وائس چانسلر ساری فائل اپنے ساتھ لے گئے ہیں۔اگر آپ چاہتے ہیں تو اس معاملے کی انکوائری کے لئے ہاؤس کی کمیٹی بنا دیں اور اگر آپ حکم دیں گے تو اس معاملے کو re-open بھی کیا جا سکتا ہے۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری:جناب سپیکر!مجھے کوئی اعتراض نہیں،میں تو صرف system کے حوالے سے بات کر رہا ہوں۔یہاں جواب میں لکھا ہوا ہے کہ وائس چانسلر صاحب اپنے level پر ہی کارروائی کرتے تھے۔اس شکایت کا کوئی ریکارڈ آفس میں موجود نہ ہے۔میں تو صرف یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ کوئی ایسا system ہونا چاہئے کہ اگر کسی انکوائری کی کوئی رپورٹ آتی ہے تو وہ آفس میں جمع ہونی چاہئے۔آئندہ کے لئے کوئی ایسا system develop ہو جائے تاکہ کوئی وائس چانسلر صاحب اس طرح سے verbally رپورٹ نہ دے بلکہ وہ تحریری صورت میں رپورٹ submit کی جانی چاہئے۔ میرے اس سوال کے جواب میں یہ بات admit کی گئی ہے کہ واقعی شاہد افضال گل،ڈپٹی

رجسٹرار کے پاس تین اسامیوں کا چارج رہا ہے۔ کوئی ایسا طریق کار وضع کیا جائے تاکہ آئندہ سے کوئی ایسا غیر قانونی کام نہ ہو سکے اور liking or disliking کی بنیاد پر کوئی ایسے اضافی چارج نہ دیئے جا سکیں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! قوانین اور طریق کار موجود ہے۔1973 کے یونیورسٹی ایکٹ میں تمام provisions موجود ہیں لیکن اس case میں اس طریق کار کو adopt نہیں کیا گیا۔ وائس چانسلر صاحب نے انکوائری mark کی اور اس کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی۔ اس کی انکوائری رپورٹ وائس چانسلر کو submit ہوئی۔ وائس چانسلر ریٹائر ہو گئے اور وہ یہ انکوائری رپورٹ اپنے ساتھ لے گئے ہیں۔ یونیورسٹی کے ریکارڈ پر اس وقت یہ انکوائری رپورٹ موجود نہیں ہے۔

جناب سپیکر: کیا ریٹائر ہونے والے وائس چانسلر زندہ ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جی ہاں! وہ زندہ ہیں۔

جناب سپیکر: اگر وہ زندہ ہیں تو ان سے آپ یہ رپورٹ واپس لیں۔ آپ کے پاس جو طریق کار ہے اس کے مطابق ان سے کہیں کہ وہ یہ رپورٹ آپ کے آفس میں submit کرائیں اور جب وہ رپورٹ آپ کو موصول ہو جائے تو آپ اسے اس ہاؤس میں لے کر آئیں۔ اگلے وقفہ سوالات پر آپ یہ رپورٹ ہاؤس میں پیش کریں گے۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی چودھری حفیظ اختر صاحب کا ہے۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: سوال نمبر 1749۔

زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں بھرتیوں کی تفصیلات

*1749: جناب محمد حفیظ اختر چودھری: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں یکم جنوری2004سے آج تک کتنے افراد کو گریڈ سترہ یا اوپر کی اسامیوں پر بھرتی کیا گیا ہے، ان کے نام، تعلیمی قابلیت، ولدیت، پتاجات اور ڈومیسائل کی تفصیل بتائیں؟

(ب) ان ملازمین کے پاس کس کس subject کی MA کی ڈگری ہے اور ان کو جن اسامیوں پر بھرتی کیا گیا ہے اس کے لئے کن subject میں MA اور کتنے سال کا تجربہ ہونا چاہئے؟

(ج) ان میں سے کتنے افراد ایسے ہیں جن کے پاس متعلقہ اسامی کے لئے مطلوبہ ڈگری نہ ہے ان کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور پتاجات بتائیں؟

(د) کیا حکومت ایسے ملازمین جن کے پاس مطلوبہ تعلیمی قابلیت اور متعلقہ subject کی ڈگری نہ ہونے کے باوجود ان کو بھرتی کیا گیا، ان کو برخاست کرنے اور مطلوبہ requirement پوری کرنے والے افراد کو بھرتی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) زرعی یونیوسٹی فیصل آباد میں یکم جنوری2004سے آج تک (اپریل2010) کل 590 افراد کو گریڈ17 یا اوپر کی اسامیوں پر بھرتی کیا گیا ان میں سے 67 پروفیسرز، 60 ایسوسی ایٹ پروفیسرز، 215 اسسٹنٹ پروفیسرز، 211 لیکچرار اور 37 دیگر مختلف کیڈر کی اسامیاں ہیں ان کے نام، ولدیت، تعلیمی قابلیت، پتاجات اور ڈومیسائل کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان ملازمین کے پاس کس کس subject کی ڈگری ہے اسے ملحقہ نمبر1 کے "Column qualification" میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے اور ان اسامیوں کے لئے مطلوبہ قابلیت ملحقہ نمبر2 میں دی گئی ہے (ملحقہ نمبر1 اور ملحقہ نمبر2 ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ج) کل 422 ملازمین میں سے 416 ملازمین مطلوبہ تعلیمی معیار پر پورا اترتے ہیں جبکہ صرف 6 افراد ایسے ہیں جن کے پاس متعلقہ اسامی کے لئے مطلوبہ ڈگری نہ ہے۔ ان کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور پتاجات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے ایسے 6 ملازمین جن کو مطلوبہ تعلیمی قابلیت نہ ہونے کے باوجود کنٹریکٹ / ایڈہاک پر بھرتی کیا گیا ان کو syndicate کے اجلاس مورخہ 08-08-11 کو تین سال کی مہلت دی گئی کہ وہ اپنے متعلقہ مضامین میں کم از کم M.Phil کی ڈگری حاصل کریں ورنہ ان کو نوکری سے برخاست کر دیا جائے گا۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! اس سوال میں میرا کوئی ایسا supplementary question نہیں ہے کیونکہ اس میں ایک ہی بات point out کرنے والی تھی تو Syndicate میں اس کا decision ہو گیا تھا تو ہم یہی چاہ رہے ہیں کہ جن لوگوں کے پاس relevant degree نہیں تھی لیکن ان کو بھرتی کیا گیا تھا تو انہیں Syndicate کی میٹنگ میں جو تین سال کی extension دی گئی تھی تو وہ relevant subject میں M.Phil کی Degree complete کریں گے ورنہ انہیں برخاست کر دیا جائے گا تو ہم یہی چاہ رہے ہیں کہ منسٹر صاحب اس کی ensure کرائیں کہ آئندہ اس procedure کو adopt کیا جائے گا اور اس میں violation نہیں ہو گی۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! یہاں دیکھنے والی بات یہ ہے کہ ان چند سالوں کے اندر 590 افراد کو گریڈ۔17 اور اس سے اوپر والی آسامیوں پر ملازمتیں فراہم کی گئیں۔ اس یونیورسٹی کا یہی المیہ رہا کہ یہاں پر ایڈہاک اور دوسرے طریقوں کے ساتھ merit based selection سے avoid کیا گیا اور یونیورسٹیوں کو overload کر لیا گیا اور پھر جب وہ دو دو، تین تین سال ملازمتیں کر لیتے ہیں تو پھر وہ بالکل اسی طرح ایک right create کر لیتے ہیں جیسے UHS کے ملازمین نے یہاں مال روڈ کے اوپر اپنے بیوی بچوں کو ساتھ لا کر جلوس نکالا۔ میں budget speech میں بھی اس چیز کی نشاندہی کر چکا ہوں کہ ہمارے ہاں adhoc appointments/temporary appointments ایک چور دروازہ ہے جو merit کو suppress کرنے کے لئے استعمال ہو رہا ہے۔ یونیورسٹی کو اس عرصے میں ایسی کیا ضرورت پیش آئی کہ 590 افراد کو بھرتی کر لیا گیا؟

جناب سپیکر: جی، اولکھ صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ اخبارات میں اشتہار دیا گیا، ان کی تفصیل میرے پاس موجود ہے اس کے باقاعدہ date wise انٹرویو ہوئے ان کی فہرست بھی میرے پاس موجود ہے۔ وہاں پر جو بندے بھرتی کئے گئے ان میں سے چھ بندے merit سے ہٹ کر بھرتی کئے گئے تھے ان کی require qualification پوری نہیں تھی تو اس میں Syndicate نے یہ فیصلہ کیا کہ یہ تین سال کے اندر اندر M.Phil کریں گے اگر یہ تین سال کے اندر اندر M.Phil نہیں کریں گے تو انہیں ملازمت سے ہٹا دیا جائے گا۔ جہاں پر merit پر بھرتی کرنے کا تعلق ہے تو قوانین موجود ہیں اور سب کے لئے ہدایات موجود ہیں کہ بھرتی merit پر ہونی چاہئے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! موصوف وزیر صاحب نے admit کیا کہ لوگوں کے پاس M.Phil کی ڈگری نہیں تھی لیکن انہیں ملازمت دے دی گئی اور اس کے بعد انہیں مہلت دی گئی کہ تین سال میں M.Phil کر لیں اور پھر اس یونیورسٹی کے اوپر سوار ہو جاؤ۔ ان کی اس لاقانونیت کو کس نے چیک کرنا ہے میں چاہوں گا کہ منسٹر صاحب اس پر inquiry کر کے ان کو سزا دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے کہ university autonomous body ہے، پنجاب گورنمنٹ کا اس پر اس حد تک اختیار نہیں ہے کہ اس پر کوئی check رکھے، اس پر check رکھنے کے لئے Syndicate ہے، چانسلر ہے اور وائس چانسلر ہے۔ میں نے جس طرح پہلے گزارش کی ہے کہ انہوں نے violation کی ہے ان کے خلاف کارروائی ہونی چاہئے۔ انہوں نے M.A. Sociology کے لئے لیکچرار رکھے تھے لیکن ان کی required qualification Rural Sociology تھی لیکن یہ لوگ simple MA تھے انہیں بھرتی کیا گیا لیکن اب Syndicate نے انہیں یہ اجازت دے دی ہے کہ تین سال کے اندر M.Phil کریں، اگر اس پر مزید کوئی inquiry کروانی ہے تو آپ احکامات جاری کریں تو اس پر inquiry ہو سکتی ہے۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب میں چھ ملازمین کے بارے میں لکھا ہوا ہے، میں یہ بات guarantee سے کہتا ہوں کہ ان چھ ملازمین کے علاوہ اور بھی کئی ایسے لوگ ہیں جو merit کے

بغیر بھرتی کئے گئے ہیں۔ 2008 میں سمندری میں ضمنی الیکشن تھا تو وہاں کے مخصوص لوگوں کو نوازنے کے لئے بھرتی کیا گیا ہے۔ میری آپ سے request ہے کہ House کی کمیٹی بنائی جائے تا کہ ان لوگوں کو عبرت ناک سزا دی جائے اگر کوئی MPA غلط کام کرتا ہے تو فوراً میڈیا چیختا ہے اور آپ لوگ criticize کرتے ہیں، جب basic qualification M.A.M.Phil تھی تو syndicate نے اسے کس طرح اجازت دے دی؟ میرا supplementary question یہ ہے کہ اگر آئندہ بھی syndicate نے اس طرح کی اجازت دے دی کہ V.C کے لئے کوئی qualification نہ ہو یا ملازمین کے لئے کوئی qualification نہ ہو؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جب ڈاکٹر بشیر صاحب .V.C تھے انہوں نے یہ بھرتیاں کی تھیں تو ان چھ آدمیوں کو اجازت دی گئی تھی کہ M.Phil کریں ان میں سے دو آدمی چھوڑ گئے ہیں اور باقی چار آدمی M.Phil کر رہے ہیں ان کے نام میرے پاس موجود ہیں۔ اگر یہاں پر House ان کے بارے میں کوئی فیصلہ کرتا ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی Agricultural Committee نہیں ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس میں یونیورسٹی خود مختار ہے۔

جناب سپیکر: میں اس معاملے کو Agricultural Committee کو refer کرتا ہوں اور ان سے رپورٹ لیتے ہیں۔ اگلا سوال محترمہ ثمینہ خاور حیات کا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! سوال نمبر 1806 ہے۔

ضلع قصور میں کھالوں کو پختہ کرنے کا مسئلہ

*1806: محترمہ ثمینہ خاور حیات: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع قصور کے بیشتر کھالوں کو ابھی تک پختہ نہیں کیا گیا؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت کچے کھالوں کو پختہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع قصور میں کل 1628 کھالہ جات ہیں جن میں سے اب تک 825 پختہ کئے جا چکے ہیں۔

(ب) حکومت تمام کچے کھالوں کو مرحلہ وار پختہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ ضلع قصور میں امسال (2008-09) 120 کھالہ جات کو پختہ کرنے کا پروگرام ہے جبکہ (2009-10) میں مزید 120 کھالہ جات کی اصلاح کا منصوبہ ہے۔ تاہم ان منصوبہ جات کی تکمیل کا انحصار حکومت کے پاس میسر مالی وسائل پر ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو آپ کی اجازت سے آپ کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہوں گی کہ میں نے یہ سوال 18۔ ستمبر 2008 کو جمع کروایا تھا اور اس کا جواب 9 ماہ بعد 20۔ جون 2009 کو موصول ہوا اور آج دو اڑھائی سال کے بعد House میں سوال کا جواب آیا ہے تو کیا میں نے اتنا مشکل سوال پوچھ لیا تھا۔ میں آپ کی ruling چاہوں گی کہ یہ justify کرتا ہے کہ اس سوال کا جواب اڑھائی سال بعد آیا ہے؟

جناب سپیکر: سوال نے تو اپنی باری پر ہی آنا ہوتا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میرا supplementary question یہ ہے کہ 2008-09 میں محکمے نے جواب دیا جز (الف) میں ہے کہ 1628 کھالہ جات میں سے 825 کھالہ جات پختہ ہو گئے ہیں تو باقی 803 کھالہ جات جو پختہ نہیں کئے گئے ہیں، ان کا current status کیا ہے کیونکہ یہ جواب تو اڑھائی سال پہلے پوچھا گیا تھا تو اس وقت current status کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! National Programme for Water Improvement Federal Government Funded Project ہے اس میں گزشتہ سال ہمیں funds نہیں ملے، 2009-10 میں چھتیس کھال بنے ہیں، اس سال مزید ایک سو دو کھالہ جات بنائے جا رہے ہیں، اس میں ضلع قصور کے لئے 10 کروڑ 20 لاکھ روپے کی رقم funding کی گئی ہے اس سے یہ ایک سو دو کھالہ جات پختہ ہوں گے۔

جناب سپیکر: محترمہ جس کھالہ کے بارے میں پوچھ رہی ہیں یہ ان میں شامل ہے یا نہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ کھالہ جات اس میں شامل ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! 240 کھالہ جات میں سے انہوں نے کتنے کھالہ جات پختہ کر لئے ہیں اور وزیر صاحب میرے سوال کو concentrate کر دیں کہ ہمارا صوبہ تو پچھلے اڑھائی سال میں financially collapsed کر چکا ہے، انہوں نے جواب میں دیا ہوا ہے کہ منصوبہ جات کی تکمیل کا انحصار حکومت کے پاس میسر مالی وسائل پر ہے۔ میرے خیال میں چار، پانچ، چھ سال تک بھی ہمارے مالی وسائل بہتر نہیں ہو سکتے تو یہ بتائیں کہ انہوں نے ان کھالہ جات کو پختہ کرنے کے لئے بجٹ میں کتنے پیسے رکھے ہیں؟

جناب سپیکر: وہ تو انہوں نے آپ کو بتا دیا ہے۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): 120 بقایا کھالہ جات رہتے ہیں ان میں سے 102 اس سال بنیں گے، اس کے بعد اگلے سال اور پھر اس سے اگلے سال بنیں گے جس طرح funding آتی جائے گی یہ بنیں گے کیونکہ یہ Federal Funded Project ہے، جیسے ہی funds آئیں گے یہ مکمل کر دیئے جائیں گے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! کتنے funds رکھے گئے ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): اس سال 10 کروڑ روپیہ دیا گیا ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! آپ نے پچھلے سوال کو مجلس قائمہ برائے زراعت کو refer کیا ہے۔ میری اس میں درخواست ہے کہ یہ معاملہ تدریسی ہے اس لئے اسے مجلس قائمہ برائے تعلیم کو refer ہونا چاہئے۔ یہ معاملہ زراعت سے متعلقہ نہیں بلکہ زراعت کی تعلیم سے متعلقہ ہے۔

جناب سپیکر: کیا یہ معاملہ ایجوکیشن کمیٹی کو بھیج دیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! زرعی یونیورسٹی محکمہ زراعت سے منسلک ہے۔ آپ جیسے مناسب سمجھتے ہیں اس طرح کر لیں۔ اگر آپ ایجوکیشن کمیٹی کو بھیجتے ہیں تو بھی مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اس معاملے کو پہلے زراعت کمیٹی کو دیکھ لینے دیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! زرعی یونیورسٹی کی definitely law making ہوئی تو یہ ایجوکیشن کی سٹینڈنگ کمیٹی کے ذریعے vet ہوا تھا اور ان rules کی violation میں یہ ساری recruitments ہوئی ہیں لہذا ایجوکیشن کمیٹی اس معاملے کو دیکھے گی کہ جو laws بنے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: ہم خود دیکھ لیں گے کہ اس نے کدھر جانا ہے اس طرف بھیج دیں گے۔ اگلا سوال چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ) صاحب کا ہے۔جی، چودھری صاحب!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): سوال نمبر 2115۔

جناب سپیکر: کیا یہ پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے؟

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں چاہوں گا کہ اس کا جواب وزیر صاحب پڑھ دیں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! کچھ خیال کریں سوال بھی لمبا ہے اور جواب بھی لمبا ہے۔

ضلع پاکپتن کے تمام پٹوار سرکل میں سبزیات کی کاشت و دیگر تفصیلات

*2115: چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع پاکپتن کے تمام پٹوار سرکلز میں کتنی کتنی گندم، کپاس، چاول، گنا، آلو اور دیگر سبزیات کی کاشت کتنے ایکڑ پر سال 08-2007 میں ہوئی ہے اور کتنی 09-2008 میں ہو گی؟

(ب) محکمہ زراعت ضلع پاکپتن میں ٹنل پیداوار کاشت کے اعداد و شمار سے آگاہ کرے؟

(ج) محکمہ زراعت پاکپتن اس پیداوار کی مارکیٹنگ کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہا ہے؟

(د) مستقبل کی زراعت کے لئے کیا منصوبہ بندی ہے، آگاہ فرمائیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع پاکپتن کے تمام پٹوار سرکلز میں فصلات کا رقبہ 08-2007 اور 09-2008 درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام فصل	رقبہ کاشتہ ایکڑ	
		سال08۔2007	سال09۔2008
1	گندم	328000	378000
2	کپاس	141000	114000
3	چاول	118000	134000
4	گنا	29000	12000
5	آلو	40916(موسم خزاں)	33725(موسم خزاں)
6	دیگر سبزیات	3397	4902

(ب) ضلع پاکپتن میں سال08۔2007 میں 590 ایکڑز اور سال09۔2008 میں 1186 ایکڑز اور 6 کنال پر ٹنل میں سبزیات کاشت کی گئیں جس سے بالترتیب 29654ٹن اور 63313 ٹن سبزیات حاصل ہوئیں۔

(ج) محکمہ زراعت مارکیٹنگ پاکپتن نے ٹنل کی پیداوار کی مارکیٹنگ کے لئے سال2004 میں نیو سبزی و پھل منڈی پاکپتن قائم کی ہے۔ اس کے علاوہ بونگہ حیات اور ملکہ ہانس میں بھی سبزی و پھل منڈیاں قائم کی ہیں جو مستقبل قریب میں کام شروع کر دیں گی۔ عارفوالہ میں سبزی و پھل منڈی کام کر رہی ہے۔ اس کے علاوہ قبولہ میں گورنمنٹ کی منظوری سے نئی سبزی و پھل منڈی کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔

(د) مستقبل میں زراعت کی منصوبہ بندی کے لئے چیدہ چیدہ نکات اس طرح سے ہیں۔

(I) فی ایکڑ پیداوار میں اضافہ کے لئے کاشتکاران کی تربیت اور وسائل کا مہیا کرنا۔

(II) زمین کے استعمال اور درستی کے بارے میں منصوبہ جات۔

(III) کاشتکاروں کی آمدنی میں اضافہ کے لئے ہائی ویلیو ایگریکلچر کا فروغ۔

(IV) مارکیٹنگ کے نظام میں بہتری لانا۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال کریں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): میں نے سوال کیا تھا کہ ضلع پاکپتن میں تمام پٹوار سرکلز میں کتنی کتنی گندم، کپاس، چاول، گنا، آلو اور دیگر سبزیات کی کاشت کتنے ایکڑ پر سال 08-2007 میں ہوئی ہے اور کتنی۔۔۔

جناب سپیکر: اتنے لمبے سوال کا جواب table کر دیا کریں، یہی بات بہتر رہے گی۔ اس معزز ایوان کا زیادہ وقت ان کاموں میں اس طرح سے نہ لگایا جائے، آپ کی مہربانی ہوگی، اگر کوئی information لینی یا دینی ہے تو اس کے متعلق آپ کا سوال ہونا چاہئے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا سوال کرنے کا مقصد خدانخواستہ کسی کو تنگ کرنا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ ان کو بے شک تنگ کریں لیکن اس ہاؤس کے وقت کا خیال رکھیں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب والا! میں اس ہاؤس کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ ہمارے محکمہ زراعت میں پٹوار سرکل کی بنیاد پر فصلات کا کوئی ریکارڈ نہیں رکھا جاتا۔ میں اس حوالے سے یہ توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ جب ہمیں پنجاب کی سطح پر اعداد و شمار دیئے جاتے ہیں کہ اتنے ایکڑ پر بیج بو دیا گیا اور اتنی پیداوار ہوگی۔ میں نے اس حوالے سے یہ سوال کیا تھا تا کہ ہمارا محکمہ زراعت پٹوار سرکلز کی بنیاد پر ان سب چیزوں کو asses کرے۔ اس طرح کل کو فصلات کی zoning بھی ہو سکتی ہے اور future planning کے لئے یہ بہت ضروری ہے۔

جناب سپیکر! جز (ب) میں، میں نے کہا تھا کہ tunnel پیداوار کتنی ہوئی ہے تو اس کے جواب میں انھوں نے جو کاپی میں کاٹ کر ہاتھ سے لکھا ہوا ہے اب سمجھ نہیں آ رہی کہ 6313 ہے یا 63313 لکھا ہے۔ اس کے ساتھ انھوں نے tunnel پیداوار کی مارکیٹنگ کے حوالے سے بھی بتایا ہے۔ tunnel پیداوار کی مارکیٹنگ کے لئے سبزی منڈیاں تو پہلے سے موجود ہیں، ہمارے علاقے کی سبزی پہلے بھی لاہور، اسلام آباد اور پشاور تک جاتی ہے۔ میرا سوال کرنے کا مقصد یہ تھا کہ یہ اس کو expose کرنے کے سلسلے میں، مزید بہتری لانے کے سلسلے میں، کون کون سے اقدامات اٹھا رہے ہیں، ہم نے

tunnel کے لئے کئی اربوں کی سبسڈی دی ہے اس کا return کیا آیا ہے؟ زمیندار بھی مارا گیا ہے کیونکہ مارکیٹ میں وہ قیمتیں نہیں تھیں۔ ہماری حکومت اور غریبوں کا پیسا ضائع ہوا ہے۔

جناب سپیکر: جی، ملک صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! حکومت پنجاب بڑی محنت سے خصوصی طور توجہ دے رہی ہے ان کے اضلاع میں بھی جس طرح یہاں پر تفصیل آئی ہوئی ہے کہ گرین ٹریکٹر سکیم میں 198 ٹریکٹر کسانوں کو دیئے گئے ہیں اور رعایتی نرخوں پر 580 سپرے مشینیں seed grader 3، 8 rigging drill اور base drill 13 دی گئی ہیں، پکے کھالے بنائے جا رہے ہیں، land leveling laser کی جا رہی ہے tunnel technology کے لئے tunnel 110 دیئے گئے ہیں۔ اس طرح زراعت کو promote کرنے کے لئے متعدد اقدامات کئے جا رہے ہیں جس سے فی ایکڑ پیداوار میں بھی اضافہ ہو گا اور قومی آمدنی میں بھی اضافہ ہو گا۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پیداوار کو سنبھالنے کا کوئی طریق کار نہیں بنایا گیا جبکہ ہماری حکومت اس پر سبسڈی بھی دے رہی ہے اور غریبوں کے ٹیکسوں کا پیسا جو ہم سبسڈی میں استعمال کر رہے ہیں جس سے زمیندار کو اور عوام کو بھی فائدہ نہ ہو تو اس پر ہماری حکومت کیا کر رہی ہے؟

جناب سپیکر: جی، ملک صاحب! وہ کہہ رہے ہیں کہ فائدہ نہیں ہو رہا۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے، میں پچھلے سال کے بجٹ کے figures دیتا ہوں کہ جہاں ساٹھ ستر کروڑ روپے خرچ ہوتے تھے وہاں آج 2- ارب روپے صرف شمسی توانائی کے لئے رکھے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ 4- ارب روپے گرین ٹریکٹر سکیم کے لئے دیئے گئے ہیں جو ایک بہت بڑا انقلاب ہے۔ بیس ہزار ٹریکٹر دو لاکھ روپے کی سبسڈی کے ساتھ پورے پنجاب میں دیئے گئے ہیں۔ اس میں پاکپتن بھی شامل ہے، tunnel technology کے لئے 55 کروڑ روپے دیئے گئے ہیں اس میں بھی ضلع پاکپتن شامل ہے اس لئے جو پالیسیاں بنتی ہیں وہ صوبائی سطح پر بنتی ہیں جن میں صوبہ کے تمام اضلاع شامل ہوتے ہیں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ جو کروڑوں روپے انھوں نے ہمارے ضلع میں سبسڈی کے طور پر دیئے تھے ان کا فائدہ کیا ہوا ہے، کیا کسان کو اس کی پیداوار کی صحیح قیمتیں مل سکی ہیں، کیا عوام کو سستی سبزیاں ملی ہیں، کیا ہماری export بڑھی ہے اور کیا اس پیسے سے جس کو ہم نے استعمال کیا ہے اس ملک اور قوم کو کوئی فائدہ ہوا ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے اپنے بھائی کو بتانا چاہتا ہوں کہ ان کو اندازہ ہے کہ حکومتی اقدامات کے نتیجہ میں شفاف قرعہ اندازی کے ذریعے یہ سبسڈی direct کسانوں کو دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ تیس لاکھ ٹن گندم پچھلے سال کی پڑی ہے اور سینتیس لاکھ ٹن گندم اس سال ہم نے procure کی ہے۔ اس طرح گندم کی پیداوار میں اضافہ ہوا ہے، آلو کی پیداوار میں اضافہ ہوا ہے، کاٹن کی پیداوار میں اضافہ ہوا ہے اور چاول کی پیداوار میں بھی اضافہ ہوا ہے۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ پیداوار میں اضافہ ہوا ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس پیداوار کو سنبھالنے کا کیا طریق کار وضع کیا گیا ہے؟ میرا سوال یہ ہے کہ ہمارا کسان مر رہا ہے کیونکہ اس کی پیداوار کو سنبھالا نہیں جا رہا اس لئے کہ ہمارا زرعی مارکیٹنگ سسٹم فرسودہ ہے اس کو بدلنے کے لئے یہ کیا اقدامات اٹھا رہے ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ چاول کی bumper crop ہوئی ہے، پاکستان کی تاریخ میں ان دو سالوں میں پہلی دفعہ گندم کی bumper crop ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ مارکیٹنگ کی بات میرے بھائی نے کی ہے تو میں یہ عرض کروں گا کہ مارکیٹنگ کے سسٹم میں جو خرابیاں ہیں انھیں دور کیا جائے گا۔ 1979 کے آرڈیننس کے تحت مارکیٹنگ کمیٹیاں چل رہی ہیں۔ اب موجودہ حکومت نے یہ پروگرام بنایا ہے کہ جدید مارکیٹنگ سسٹم بنایا جائے اور تمام مارکیٹوں کو upgrade کیا جائے۔ اس کے لئے ایک جامع منصوبہ بنایا جا رہا ہے اور یہ مارکیٹنگ سسٹم بہتر ہوگا۔ ہم نے باہر کے ممالک سے بھی معلومات حاصل کی ہیں اُسی بنیاد پر اس مارکیٹنگ سسٹم کو تبدیل کرنے کے لئے منصوبہ بندی کی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر: بہت بہتر۔ جی، رانا محمد افضل صاحب! اپنا سوال نمبر پکاریں۔

رانا محمد افضل خان: سوال نمبر2192 جسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں بھرتیوں کی تفصیلات

*2192: رانا محمد افضل خان: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ الیکشن شیڈول2008 آجانے کے بعد زرعی یونیورسٹی فیصل آباد نے تقریباً250لوگوں کو بھرتی کیا؟

(ب) اگر یہ درست ہے تو ان غیر قانونی بھرتیوں پر کیا کارروائی کی گئی، کیا بھرتی کرنے اور کروانے والوں کے خلاف کوئی ایکشن لیا گیا اور کیا غیر قانونی طور پر بھرتی کئے گئے افراد کو برطرف کر کے قانون کے مطابق حق دار افراد کو ملازمت دی جائے گی، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) اس ضمن میں وضاحت کی جاتی ہے کہ زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کو الیکشن شیڈول کے دوران ملازمتوں پر پابندی کی چٹھی مورخہ 28-01-2008 کو وصول ہوئی تھی جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جبکہ گریڈ17 اور اوپر والی 185 اسامیاں قومی اخبارات میں الیکشن شیڈول آنے سے بہت پہلے مشتہر ہو چکی تھیں اور ان اسامیوں کے سیکشن بورڈ کے ذریعے انٹرویو بھی ہو چکے تھے۔ Syndicate نے یونیورسٹی آف ایگریکلچر فیصل آباد ایکٹ 1973 کے سیکشن(S)(2)25 کے تحت حاصل اختیارات کی بنیاد پر مورخہ 10-12-2007 اور 11-02-2008 کے اجلاسوں میں ان سفارشات کی منظوری دی۔ Syndicate کی مورخہ 10-12-2007 والی میٹنگ میں منظور ہونے والی زیادہ تر ملازمتوں کے آرڈر الیکشن2008 کے شیڈول کے آجانے کے دوران جبکہ مورخہ 11-12-2008 والی میٹنگ میں منظور ہونے والی زیادہ تر ملازمتوں کے آرڈر الیکشن2008 کے منعقد ہونے کے بعد جاری ہوئے۔ 47افراد کی گریڈ1 تا16 میں تعیناتی جناب وائس چانسلر صاحب نے یونیورسٹی آف

ایگریکلچر فیصل آباد ایکٹ1973 کے سیکشن(viii)(4)15 کے تحت الیکشن شیڈول کے دوران کی تھی۔

(ب) اس تمام معاملے کو یونیورسٹی نے بذریعہ لیٹر نمبرPS/3380 بتاریخ2008۔04۔26 حکومت پنجاب کو مطلع کر دیا تھاجو کہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے؍حکومت پنجاب نے یونیورسٹی کو اس بے قاعدگی کا نوٹس لینے کی ہدایت کی جس پر یونیورسٹی نے یہ معاملہ گورنر پنجاب/چانسلر زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کو بذریعہ لیٹر نمبرA-5/396-10/7507 مورخہ 26-04-2010 کو بوساطت محکمہ زراعت حکومت پنجاب ارسال کر دیا ہے کیونکہ چانسلر ہونے کی حیثیت سے وہsyndicate کے کسی بھی فیصلے کو منظور یانامنظور کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر!اس حوالے سے پچھلے جو دو سوالات گزرے ہیں اُن میں گریڈ17 سے اوپر کی 590 اسامیاں تھیں۔ اس سوال میں 185 اسامیاں ہیں اور جز (الف) میں admit کیا گیا کہ الیکشن شیڈول آجانے کے بعد ان اسامیوں کو پُر کیا گیا ہے۔ جز(ب) میں لکھتے ہیں کہ حکومت پنجاب نے یونیورسٹی کو اس بے قاعدگی کا notice لینے کی ہدایت کی جس پر یونیورسٹی نے یہ معاملہ گورنر پنجاب/ چانسلر زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کو بذریعہ لیٹر نمبرA-5/396-10/7507 مورخہ 26-4-2010 کو بوساطت محکمہ زراعت حکومت پنجاب ارسال کر دیا ہے کیونکہ چانسلر ہونے کی حیثیت سے وہ Syndicate کے کسی بھی فیصلے کو منظور یانامنظور کر سکتے ہیں۔ چھ مہینے سے یہ معاملہ گورنر صاحب کے پاس ہے۔illegal appointments ہیں جن کو تسلیم کر لیا گیا۔ الیکشن شیڈول میں نہ تو ٹھیکے دیئے جا سکتے ہیں اور نہ ملازمتیں تقسیم کی جا سکتی ہیں۔ ان چند سوالات کے اندر جواب ملا ہے کہ کوئی چھ سات سو اسامیاں ایک یونیورسٹی کے اوپرoverload کی گئیں جو اس دور میں الیکشن سے پہلے لوگوں کو نوازنے کے لئے تھیں۔ اب وہ لوگ ایڈہاک اور ان appointments پر continue کر رہے ہیں اور اس حکومت کے آجانے کے بعد کرپشن کا وہ کیس تقریباً چھ مہینے سے گورنر صاحب کی میز پر پڑا ہوا ہے۔ میرا منسٹر صاحب سے سوال یہ ہے کہ اگر چانسلر صاحب اس کا فیصلہ نہیں کرتے تو کیا یہ illegal ملازمتیں indefinitely جاری رہیں گی؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! advertisement اور باقی تمام کوائف میرے پاس موجود ہیں۔ جب یہ summary محکمہ زراعت کے پاس آئی تو محکمہ زراعت نے S&GAD اور محکمہ قانون کو refer کی وہاں سے یہ اعتراض آیا کہ یہ بھرتیاں صحیح نہیں ہوئیں کیونکہ الیکشن شیڈول announce ہونے کے دوران یہ standing order تھا کہ کوئی appointments نہیں ہو سکتیں۔ اس کے باوجود چونکہ یہ پوسٹیں بہت پہلے advertise ہوئی تھیں اس لئے یونیورسٹی نے یہ بھرتیاں کر دیں۔ رانا افضل صاحب بھی چونکہ Syndicate کے ممبر ہیں اس لئے ان کو ذاتی طور پر اس بات کا علم ہے۔ جب summary آئی تو Syndicate نے کہا کہ ہم نے پہلے جو فیصلہ کیا تھا وہ ٹھیک ہے۔ وہ summary پھر گورنر صاحب کے پاس چلی گئی لیکن اب یہ کیس sub-judiced ہے۔ جو لوگ وہاں پر بھرتی ہوئے تھے انہوں نے ہائی کورٹ میں جا کر یہ مؤقف اختیار کیا ہے کہ ہمیں چھ مہینے کے probation پر بھرتی کیا گیا تھا اس کے بعد ہمیں regularize کرنا چاہئے تھا لیکن regularize کرنے کی بجائے چھ مہینے کے probation کو extend کیا گیا ہے اس بنیاد پر ان لوگوں نے ہائی کورٹ میں writ کی ہے۔ اب چونکہ یہ کیس sub-judiced ہے اس لئے یہاں پر discuss نہیں ہو سکتا۔

MR SPEAKER: Pending due to sub-judiced.

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! یہ سارے delaying tactics ہیں۔

جناب سپیکر: محترم! You assume it کہ یہ delaying tactics ہیں، جب یہ معاملہ کورٹ میں pending ہے تو پھر آپ اس پر کیا کر سکتے ہیں؟

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! اس کی responsibility پھر fix کیوں نہیں کرتے۔ جب یہ مانتے ہیں کہ الیکشن شیڈول کے دوران بھرتیاں کی گئی ہیں تو پھر یہ responsibility fix کیوں نہیں کرتے؟ جنہوں نے violate کیا ہے انہیں یہ سزا دیں۔

جناب سپیکر: محمد افضل صاحب! سمجھنے کی کوشش کیجئے کہ جو معاملہ کورٹ میں pending ہو اس پر آپ کیا کریں گے؟ جب وہاں سے کوئی فیصلہ ہو گا تو اس کے بعد ہم کوئی comment کر سکیں گے۔ شکریہ

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! میرے ایک معزز بھائی جو Syndicate کے ممبر بھی ہیں۔ یونیورسٹی کے ایک higher forum میں یہ decision ہوا تھا۔ Syndicate میں ان تمام معاملات کو دیکھا گیا اور سیکرٹری زراعت کی طرف سے ایک کمیٹی بھی بنائی گئی کہ کیا اس بھرتی میں ایسی کوئی چیز تو نہیں ہوئی جس میں procedure کو adopt نہ کیا گیا ہو۔ Syndicate میں یہ فیصلہ ہو گیا تھا کہ final decision کے لئے اسے چانسلر صاحب کے پاس بھیج دیا جائے تو Syndicate میں دونوں فریقین کے مؤقف اور تمام لوازمات کی روشنی میں چانسلر صاحب جو مناسب سمجھیں گے فیصلہ دے دیں گے۔ میرے معزز بھائی بھی اس Syndicate کی کمیٹی کے ممبر تھے اور decision کے وقت موجود تھے تو میں سمجھتا ہوں کہ چونکہ یونیورسٹی کا یہ higher forum ہے اس کو دیکھ لینا چاہئے کہ اس پر کیا decision آتا ہے؟

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں یقیناً آج کل Syndicate کا ممبر ہوں لیکن یہ پچھلے دور کی بات ہے۔ یہ ایک Syndicated crime ہے اور سب کچھ ملی بھگت سے ہوا ہے کیونکہ پانچ سو نوے اسامیاں اچانک پیدا نہیں ہو جاتیں، گریڈ 17 کی 178 اسامیاں اچانک پیدا نہیں ہو جاتیں بلکہ یہ مان گئے ہیں کہ الیکشن شیڈول آنے کے بعد ہی یہ اسامیاں پُر کی گئی ہیں تو اس میں اب responsibility fix کرنے کی بات ہے۔ اس یونیورسٹی کو syndicate سمیت highjack کر لیا گیا اور Syndicated crime کیا گیا۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! میرے بھائی نے ابھی Syndicate کے حوالے سے کچھ کہا لیکن یہ تو syndicate کی میٹنگ میں خود بھی موجود تھے۔ بہت سے professional اداروں نے پہلے سے adopt کئے گئے procedure کو مکمل کیا اور ان professional اداروں کو اس چیز کی اجازت دی گئی تھی کیونکہ اس Syndicate میں جب یہ لیٹر پیش ہوا تو وہ فروری کا تھا جسے میں نے ہی point out کیا تھا کہ یہ لیٹر فروری میں نہیں ہو سکتا کیونکہ الیکشن جنوری میں تھا اور یہ اکتوبر نومبر میں ہو گا۔ اس Syndicate کی میٹنگ میں فیصلے کے وقت میرے معزز بھائی بھی شامل تھے۔

جناب سپیکر: اس کی responsibility fix ہو جائے گی، فی الحال یہ pending ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! اس حوالے سے میرا ایک ضمنی سوال ہے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، اس وقت کوئی ضمنی سوال نہیں ہو گا۔ No please. No sir, Time is over sir

جناب اعجاز احمد خان: مجھے ایک موقع دے دیں کیونکہ یہ بڑا ضروری سوال ہے۔

جناب سپیکر: No sir, I am thankful sir. جی، اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔ سوال نمبر پکاریں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: سوال نمبر 2451 جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع سرگودھا میں گندم کی پیداوار کی تفصیلات

*2451: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع سرگودھا میں سال 2008 کے دوران گندم کی کتنی پیداوار حاصل ہوئی؟

(ب) ضلع سرگودھا میں سال 2008 کے دوران کتنی گندم حاصل کرنے کا ہدف مقرر کیا گیا تھا؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ ضلع میں سال 2008 کے دوران گندم کا مقرر کردہ ہدف حاصل نہ ہو سکا؟

(د) حکومت متذکرہ ضلع میں کسانوں کی فلاح و بہبود اور گندم کی بہتر پیداوار کے لئے کیا کیا اقدامات اٹھا رہی ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع سرگودھا میں سال 08-2007 میں 4 لاکھ 68 ہزار 8 سو ٹن گندم ہوئی۔

(ب) ضلع سرگودھا میں 08-2007 میں میں گندم کے رقبہ کا ہدف 5 لاکھ 11 ہزار ایکڑ مقرر کیا گیا جبکہ پیداوار کا ہدف 5 لاکھ 65 ہزار 238 ٹن مقرر کیا گیا تھا۔

(ج) گزشتہ سال 08-2007 میں گندم کے رقبہ کے ہدف 5 لاکھ 11 ہزار ایکڑ کے مقابلہ میں 5 لاکھ 10 ہزار ایکڑ پر کاشت کی گئی جبکہ پیداوار کا ہدف حاصل نہ ہو سکا یعنی 5 لاکھ 65 ہزار 238 ٹن کے مقابلہ میں 4 لاکھ 68 ہزار 800 ٹن گندم حاصل ہو سکی جس کی وجوہات میں سے کورے کے مضر اثرات، پانی کی کمی اور گندم پر تیلے کا حملہ شامل تھا۔

(د) حکومت، ضلع سرگودھا میں کسانوں کی فلاح و بہبود اور گندم کی بہتر پیداوار کے لئے مندرجہ ذیل امور سرانجام دے رہی ہے۔

1. اس سال حکومت نے گندم کی زیادہ پیداوار لینے کے لئے گندم کی امدادی قیمت -/950 روپے فی من کا بروقت اعلان کیا۔
2. ضلع سرگودھا میں 12 سیڈ گریڈرز، 22 ربیع ڈرلیں، 52 بیڈ پلیسمنٹ ڈرلیں اور 815 سپرے مشینیں محکمہ زراعت توسیع کی طرف سے 50 فیصد رعایت پر کاشتکاروں میں تقسیم کی ہیں جبکہ امسال حکومت پنجاب محکمہ زراعت کی طرف سے کاشتکاروں کو مزید 200 سیڈ گریڈرز، 350 ربیع ڈرل، 819 بیڈ پلیسمنٹ ڈرل اور 25000 سپرے مشینیں 50 فیصد سبسڈی پر مہیا کی جارہی ہیں۔
3. وزیراعلیٰ پنجاب کی گرین ٹریکٹر سکیم کے تحت ضلع سرگودھا میں 407 ٹریکٹر تقسیم ہوئے ہیں جبکہ حکومت پنجاب نے مالی سال 10-2009 میں بھی یہ سکیم جاری رکھنے کا فیصلہ کیا ہے۔
4. ضلع سرگودھا میں 35 ٹیموں نے 830 دیہات میں دوبار تربیتی سیشن منعقد کئے اور 18873 کاشتکاروں کو گندم کی جدید زرعی ٹیکنالوجی کے مطابق عمل کرنے کی تربیت دی اور جدید زرعی ٹیکنالوجی پر مشتمل گندم کا 13286 لٹریچر کسانوں میں تقسیم کیا۔
5. زرعی مداخل کے کوالٹی کنٹرول کے لئے محکمہ زراعت توسیع زرعی ادویات اور کھاد کی سمپلنگ کرکے معیاری زرعی مداخل کی فراہمی کے لئے کوشاں رہتا ہے۔
6. ضلع سرگودھا میں سیڈ کارپوریشن کے جدید پلانٹ نصب ہیں جو کہ ربیع سیزن میں تقریباً 50 ہزار بیگ تک گندم کا معیاری بیج پیدا کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو ہدف مقرر کیا گیا تھا اُس سے کم گندم کی پیداوار ہوئی ہے تو حکومت اس کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے اور یہ ہدف پورا کیوں نہیں ہوا؟

جناب سپیکر: براہِ مہربانی جو حضرات ایگریکلچر منسٹر صاحب کے پاس بیٹھے ہیں وہ ان سے بات نہ کریں۔ ان کو بات سننے دیں کیونکہ انہوں نے جواب دینا ہے۔ محترمہ! سوال repeat کریں کیونکہ وہ کسی اور دھیان میں تھے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ جو ہدف مقرر کیا گیا تھا وہ پورا کیوں نہیں ہو سکا، اس کی کیا وجوہات تھیں اور کیا اب حکومت ان وجوہات کو ختم کرنے کے لئے کوئی اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! آپ بخوبی آگاہ ہیں کہ 2007-08 میں مجموعی طور پر پنجاب میں گندم کی پیداوار کم ہوئی تھی اور بڑی مشکل سے ہم 25 لاکھ ٹن گندم procure کر سکے تھے۔ چنانچہ کچھ کورا پڑنے، کچھ پانی کی کمی کی وجہ تھی اور کچھ موسمی حالات سازگار نہیں تھے لیکن اگلے سال قیمتیں بہتر ہوئیں اور فی من گندم کی قیمت -/560 روپے تھی جو کم تھی اس کی وجہ سے مجموعی طور پر صوبے میں گندم کی پیداوار کم ہوئی۔ سرگودھا میں 2007-08 میں 4 لاکھ 68 ہزار ٹن پیدا ہوئی لیکن 2008-09 میں 4 لاکھ 96 ہزار ٹن ہوئی تھی اور 2009-10 میں 5 لاکھ 99 ہزار ٹن گندم پیدا ہوئی ہے جو بڑھی ہے۔ ایک مخصوص سال تھا جب پورے پنجاب میں گندم کی پیداوار کم ہوئی تھی۔ ایک تو اس کی فی من قیمت کم مقرر ہوئی تھی دوسرا شدید کورا پڑا تھا اور موسمی حالات ناسازگار تھے اس لئے پورے پنجاب اور سرگودھا میں بھی پیداوار کم ہوئی تھی۔

جناب سپیکر: محترمہ! اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جی۔

جناب سپیکر: اس سوال پر آپ کا مزید تو کوئی ضمنی سوال نہیں ہے کیونکہ تین منٹ پورے ہونے والے ہیں۔ کیا پھر ہم اگلا سوال take up کریں یا bell کا انتظار کریں؟

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں سوال نمبر 2452 ان کے ایماء پر لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، کون سا سوال کہہ رہے ہیں؟

چوہدری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! کیا ہم سوال نمبر 2451 پر ہیں یا اگلے سوال پر چلے گئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، ابھی ہم سوال نمبر 2451 پر ہی ہیں۔

چوہدری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب جز (د) کے Para 3 میں کہا گیا ہے کہ ضلع سرگودھا میں سال 10-2009 میں 407 ٹریکٹر تقسیم کئے گئے تھے۔ یہ بتایا جائے کہ 11-2010 میں یہ سکیم جاری رکھنے کا ارادہ ہے اور بجٹ میں اس کے لئے کتنی رقم رکھی گئی ہے؟ اسی طرح اسی جز کے Para 4 میں انہوں نے 830 دیہاتوں میں کاشتکاروں کو تربیتی کورسز کا ذکر کیا ہے لیکن on ground تو مجھے کچھ نظر نہیں آیا اس لئے یہ واضح کیا جائے کہ ضلع سرگودھا کی کن کن تحصیلوں میں ان ٹیموں کو تشکیل دیا گیا اور لٹریچر کاشتکاروں تک پہنچایا؟

جناب سپیکر: یہ تو آپ کا ضمنی سوال نہیں بنتا۔

چوہدری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں جز (د) کا پوچھ رہا ہوں اور اس کے آگے انہوں نے تین چار مقاصد بتائے ہیں۔ جز (د) میں ہے کہ ضلع سرگودھا میں کسانوں کی فلاح و بہبود پر گندم کی بہتر پیداوار کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کر رہے ہیں۔ میں اقدامات کے حوالے سے پوچھ رہا ہوں کہ چھٹے اقدام میں سیڈ کارپوریشن کے تقسیم کئے جانے والے بیگ کے حوالے سے ہے تو میں چاہتا ہوں کہ وزیر صاحب اس کی تھوڑی سی وضاحت کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس میں کوئی seed تقسیم نہیں ہوئے تھے بلکہ حکومت نے خصوصی طور پر فوڈ سکیورٹی کے تحت ایک مہم چلائی تھی۔ گندم کی قیمت -/625 روپے سے بڑھا کر -/950 روپے فی من مقرر کی تھی اور پھر خصوصی intervention کے تحت محکمہ زراعت نے پورے پنجاب میں ایک سکیم شروع کی کہ جتنی سرکاری زمینیں پڑی ہیں وہاں پر گندم کاشت کرنی ہے اور ہر چک کے اندر کسانوں کو awareness اور آگاہی دینے کے لئے ایک "حد" بنایا گیا تاکہ گندم کی early کاشت ہو اور مشینری کے ذریعے کاشت کرنے کے حوالے سے انہوں نے خود آلات پڑھے ہیں اور اگر

کہیں تو میں دوبارہ پڑھ دیتا ہوں کہ وہاں پر seed کی grading کی گئی تاکہ کسانوں کو بہتر seed ملے اور انہیں زرعی آلات دیئے گئے تاکہ انہیں کاشتکاری میں آسانی ہو۔ چونکہ یہ پورے پنجاب میں سکیم تھی تو اسی سکیم کے تحت ضلع سرگودھا میں بھی کاشتکاروں کو لٹریچر تقسیم کیا گیا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! گرین ٹریکٹر سکیم کے تحت ٹریکٹر کب دیں گے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! امسال سولر انرجی پمپ کے لئے 2۔ارب روپے رکھے گئے ہیں اور ابھی ٹریکٹروں کے حوالے سے فیصلہ ہونا ہے کیونکہ گزشتہ دو سالوں میں بیس ہزار کی تعداد میں ٹریکٹر کسانوں میں بڑے شفاف انداز میں قرعہ اندازی کے ذریعے تقسیم ہوئے ہیں اور یہ سکیم بڑی کامیاب تھی۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اگر یہ سکیم کامیاب تھی تو امسال کے بجٹ میں اس کے لئے فنڈز کیوں نہیں رکھے گئے؟

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ انہیں رپورٹ مل گئی ہے کہ امسال ٹریکٹروں کی زیادہ ضرورت نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ آپ نے کہا تھا کہ اگر کوئی سوال ایک جماعت کی طرف سے آئے گا تو دوسری جماعت اس پر کوئی ضمنی سوال نہیں کرے گی تو اب آپ کی ruling کی violation ہو رہی ہے۔ جب میں نے ان کے سوال پر ضمنی سوال کرنا چاہا تو آپ نے مجھے ٹائم نہیں دیا۔

لفٹیننٹ کرنل (ر) محمد شبیر اعوان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

لفٹیننٹ کرنل (ر) محمد شبیر اعوان جناب سپیکر! جن لوگوں نے فلور کراسنگ کیا ہے تو ان کی پارٹی کون سی ہے؟

جناب سپیکر: اس بات کو چھوڑیں کیونکہ انہیں خود پتا ہے کہ وہ کدھر ہیں اور مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے کہ کدھر ہیں اور میرے لئے سب معزز ممبر ہیں۔ اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: شکریہ جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 2452 ہے اور اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع سرگودھا میں زرعی فارمز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2452: **محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سرگودھا میں کتنے سرکاری و پرائیویٹ زرعی فارم کہاں کہاں ہیں، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) متذکرہ ضلع میں زرعی فارم بنانے کے لئے کیا شرائط ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع سرگودھا میں محکمہ زراعت کے دو شعبہ جات، شعبہ توسیع اور ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد کے کل سات زرعی سرکاری فارم ہیں جن کی شعبہ وار تفصیل درج ذیل ہے:-

<u>شعبہ توسیع</u>

1۔ لائیوسٹاک فارم
2۔ اڈاپٹیو ریسرچ فارم
3۔ زرعی کالج فارم
4۔ سٹرس ریسرچ انسٹیٹیوٹ
5۔ فاڈر ریسرچ انسٹیٹیوٹ

<u>شعبہ تحقیق فیصل آباد</u>

1۔ تحقیقاتی ادارہ چارہ جات، رسالہ نمبر 5 سرگودھا
2۔ تحقیقاتی ادارہ سنگترہ (اورنج) سرگودھا
(پرائیویٹ زرعی فارمز کا معاملہ محکمہ ہذا کے متعلقہ نہ ہے۔)

(ب) گاؤں کا ہر کاشتکار زرعی فارم بنانے کا اہل ہوتا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ریسرچ انسٹیٹیوٹس کیا کام کر رہے ہیں اور ان پر اتنا فنڈ خرچ ہو رہا ہے تو انہوں نے کیا کام کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ریسرچ ایک اہم شعبہ ہے اور اس عمل کی ہر شعبہ میں بڑی اہم ضرورت ہے اس لئے زراعت میں بھی ریسرچ کی بڑی اہمیت ہے کیونکہ ریسرچ کے ذریعے ہی ہم نے گندم کی نئی اقسام دریافت کی ہیں جن میں سحر، شفق، فرید اور لاثانی 2008 کے علاوہ کئی اور اقسام بھی ہیں۔ اسی طرح چاول کی بھی نئی اقسام تیار کرنے کے ساتھ ساتھ سرگودھا کے citrus ریسرچ فارم پر نیا seed تیار کیا ہے اور امسال ہم نے 69 ملین ڈالر کا citrus بیرونی ممالک بر آمد کیا ہے جو کہ ریسرچ کے ذریعے ہی ممکن ہوا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اسے bifurcated کریں اور یہ بتائیں کہ آپ ریسرچ کے لئے کتنی رقم خرچ کر رہے ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس کے دو شعبے ہیں جس میں ایک پنجاب ایگریکلچر ریسرچ بورڈ ہے جس کے لئے ایک ارب روپے رکھے گئے تھے جس سے 33 پراجیکٹس مختلف پراجیکٹ مینجر کو الاٹ کئے گئے ہیں اور ان کے against 76 کروڑ روپے کی رقم ریسرچ کے لئے تقسیم ہو چکی ہے جس کی بڑی سخت مانیٹرنگ بھی ہو رہی ہے۔ ایک ٹیکنیکل ورکنگ گروپ ہے جس پر ایک ایگزیکٹو کمیٹی ہے اور پھر پنجاب ایگریکلچر ریسرچ بورڈ ہے جو ان کے پراجیکٹس کی نگرانی کر رہا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ آئندہ ایک دو سال میں اس کام میں بہتری آئے گی۔ اس کے علاوہ ہمیں پنجاب میں سب سے بڑا مسئلہ کپاس کی فصل پر pest کے attack اور وائرس کے حملہ کا تھا تو اس حوالے سے پنجاب سیڈ کونسل نے کپاس کی 9 نئی ورائٹیوں کی منظوری دی ہے جس میں آٹھ نئی ورائٹی B.T. Cotton اور ایک ورائٹی کی جو

کہ ہماری حکومت پنجاب کی ایک تاریخی کامیابی ہے۔ ان ورائٹیوں کا ہمیں یہ فائدہ ہوا ہے کہ اربوں روپے کی pesticide جو بار بار استعمال ہوتی تھی اس کی ضرورت ختم ہو گئی ہے۔ ابھی ایک C.L.C پر کام ہو رہا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ تھا کہ مختص کی گئی رقم میں سے ریسرچ پر کتنی خرچ ہوئی ہے کیونکہ مجھے جو بات جواب سے سمجھ آئی ہے کہ کمیٹیاں بنی ہیں، بورڈ بنے ہیں تو کیا یہ سارا فنڈ کمیٹیوں، بورڈ اور ان کے ملازمین کی تنخواہوں پر خرچ ہوا ہے یا ریسرچ پر بھی کوئی خرچ ہوا ہے اور اگر ریسرچ کے لئے کوئی اقدامات کئے گئے ہیں تو پھر پیداوار میں اضافہ کیوں نہیں ہوتا؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ریسرچ ایک long term پروگرام ہے اور کوئی short term نہیں ہے کہ اگر آج ریسرچ شروع کریں گے تو کل اس کا رزلٹ آجائے گا بلکہ یہ long term measures ہیں اور میں نے بتایا کہ 76 کروڑ روپے کی پوری رقم ریسرچ کے لئے ہے اور تنخواہوں پر اس میں سے ایک پیسا بھی نہیں دیا جا رہا۔ اس کے علاوہ بھی ہمارے اور پراجیکٹس ہیں جن پر closely monitoring ہو رہی ہے اور انشاء اللہ آئندہ تین چار سالوں میں آپ دیکھیں گے کہ ہمیں بہت بڑی کامیابی ہو گی۔ پنجاب سیڈ کارپوریشن نے چائنا کی سلور لینڈ کمپنی کے ساتھ ایک معاہدہ کیا ہے جس کے نتیجے میں ایڈوانس ٹیکنالوجی حاصل ہو گی اور اس شعبہ میں مزید ترقی کے لئے ہم کام کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات
(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)
ضلع بہاولنگر میں ضلعی آفیسر زراعت کے دفتر کی تفصیلات

*2685: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیاوزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع بہاولنگر میں ضلعی آفیسر زراعت(R.M) کے دفتر میں کل کتنا عملہ ہے اور کس کس سکیل کا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع میں ضرورت مند اور چھوٹے کاشتکار کو اس کی ضرورت کے مطابق کھاد نہیں مل رہی جبکہ آر ایم سفارش اور رشوت کی بنیاد پر استحقاق سے زیادہ لیکر دے رہے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ آفیسر کا عوامی نمائندگان اور عوام سے رویہ درست نہ ہے؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ضلع بہاولنگر کے مذکورہ آفس کے انچارج اور عملہ کے غیر مہذب رویہ پر محکمانہ کارروائی اور تبادلہ کرنے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) RM(ریجنل مینجر)نام کا کوئی عہدہ محکمہ زراعت پنجاب میں نہیں ہوتا ہے۔

(ب) غیر متعلقہ ہے۔

(ج) غیر متعلقہ ہے۔

(د) غیر متعلقہ ہے۔

کسانوں کو بروقت کھاد کی یقینی فراہمی کے لئے اقدامات

*2877: رانا محمد افضل خان: کیاوزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب میں اس سال کھاد کی بروقت درآمد گی اور بروقت مہیانہ ہونے کی وجہ سے پنجاب بھر کے کاشتکار پریشانی اور اذیت کا شکار رہے آئندہ اس قسم کی پریشانی سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ اس بات کی تحقیق کی جائے اور determine کیا جائے کہ غلطی کہاں ہوئی؟

(ب) کیا کھاد درآمد کرنے کے لئے ایل / سی بروقت کھول دی گئی تھیں؟

(ج) کیا کھاد نئے گوادر پورٹ پر منگوانے کی وجہ سے مزید تاخیر ہوئی یا بہتر نتائج حاصل ہوئے؟

(د) کیا گوادر پورٹ پر کھاد منگوانے کی وجہ سے ٹرکوں کا کرایہ زیادہ ادا کرنا پڑا اور پورٹ سے کاشتکار تک ترسیل میں وقت بھی زیادہ لگا؟

(ہ) کیا پاکستان میں کھاد کی پیداوار بڑھانے کے لئے حکومت پنجاب اس شعبہ میں غیر ملکی سرمایہ دار کو پنجاب میں انڈسٹری لگانے کے لئے سہولیات دینے کی مجاز ہے اور کرنا چاہتی ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) کھاد کی ملک میں تیاری اور درآمد وفاقی حکومت کے دائرہ اختیار میں ہے۔ صوبہ پنجاب میں ربیع 09-2008 کے دوران گندم کے زیر کاشت رقبے میں 7فیصد اضافہ ہوا اور کھاد کی درآمدات میں تاخیر کے باعث دسمبر2008 سے فروری2009 میں کاشتکاران کو بوریاں کھاد کی کمی کا سامنا کرنا پڑا۔

حکومت پنجاب نے سابقہ مشکلات کے پیش نظر فصلات خریف 2009 کے لئے کھادوں کی بروقت دستیابی کے لئے محدود قانونی حدود کے اندر مندرجہ ذیل اقدامات کئے جس کی وجہ سے خریف2009 اور ربیع10-2009 میں کھاد صوبہ بھر میں باآسانی دستیاب رہی۔

- کھاد کمپنیوں کی جانب سے تیار اور مہیا کی جانے والی کھاد کی تفصیلات متعلقہ اضلاع کو روزانہ کی بنیاد پر فراہم کی گئیں تاکہ اضلاع میں فراہمی کو مانیٹر کیا جاسکے۔
- فصلات خریف 2009 کے لئے یوریا 2191ہزار ٹن اور ڈی اے پی 649ہزار ٹن اور فصلات ربیع10-2009 کے لئے یوریا کھاد2258ہزار ٹن اور ڈی اے پی 659ہزار ٹن کی مقدار میں کسانوں کو فراہم کی گئیں۔
- کھاد کمپنیوں کی جانب سے اضلاع کو مہیا کی جانے والی کھاد کی مقررہ قیمت پر فروخت کو یقینی بنایا گیا۔
- صوبہ پنجاب سے غیر قانونی طور پر دیگر صوبوں کو کھاد کی ترسیل روکنے کے لئے بھرپور اقدامات کئے گئے

(ب) جی ہاں! وفاقی حکومت نے ایل / سی بروقت کھول دی تھیں۔

(ج) تاخیر کی بات درست نہیں ہے۔ بلکہ گوادر پورٹ پر کھاد منگوانے سے بہتر نتائج حاصل ہوئے کیونکہ گوادر کی نسبت کراچی ایک بہت ہی مصروف بندرگاہ ہے اور وہاں پر 21دنوں

تک کوئی برتھ فارغ نہیں تھی اس لئے وفاقی حکومت نے کسانوں کو جلد از جلد کھاد پہنچانے کے لئے جہاز کو گوادر کی بندرگاہ پرunload کروایا۔

(د) جی ہاں! وفاقی حکومت نے ٹرکوں کا کرایہ ادا کیا۔ ترسیل میں وقت لگنے کے بارے میں جواب جز(ج) میں دے دیا گیا ہے۔

(ہ) صرف وفاقی حکومت سرمایہ داروں کو انڈسٹری لگانے کے لئے سہولیات دینے کی مجاز ہے۔

محکمہ زراعت، رحیم یار خان کی زرعی مشینری کی تفصیلات

*2946: میاں شفیع محمد: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع رحیم یار خان میں محکمہ کے پاس کتنے زرعی آلات موجود ہیں، آئٹم وار تفصیل بتائی جائے؟

(ب) مذکورہ ضلع میں کتنے سرکاری بلڈوزر، ٹریکٹر اور لیزر لیولر موجود ہیں، کتنے ناکارہ ہو چکے ہیں اور جو قابل مرمت ہیں حکومت انہیں کب تک زیر استعمال لانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ ضلع کے لئے مزید نئے بلڈوزر، ٹریکٹر اور لیزر لیولر خریدنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع رحیم یار خان میں محکمہ زراعت کے پاس موجود زرعی مشینری کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب)

1۔ اس ضلع میں سرکاری بلڈوزروں کی تعداد34 ہے جن میں سے 13 بلڈوزر ناکارہ ہیں جو کہ نیلام عام کے ذریعے نیلام کئے جائیں گے باقی 21عدد بلڈوزر کام کررہے ہیں جن میں کچھ بلڈوزر(rehabilitation) کے ذریعے بہتر حالت میں لائے جارہے ہیں بلڈوزروں کی موجودہ تعداد رحیم یار خان کی ڈیمانڈ/ضرورت کے لئے ناکافی ہے۔

2۔ محکمہ کے فیلڈ ونگ کے پاس اس ضلع میں ٹریکٹروں کی تعداد پانچ ہے جو کہ بلڈوزروں کے لئے فیلڈ میں ڈیزل پہنچانے کے لئے زیر استعمال ہیں ان میں سے ایک ٹریکٹر ناکارہ ہے۔

3۔ محکمہ کے پاس سرکاری 12 لیزر لیولر ہیں جس میں سے 10 کام کر رہے ہیں اور 2 ناکارہ ہو چکے ہیں۔

(ج) اس ضمن میں گزارش ہے کہ محکمہ کے پاس ناکارہ بلڈوزر موجود ہیں جو کہ اپنی میعاد پوری کرنے کے بعد نیلام کئے جا رہے ہیں اور اس سلسلہ میں ضروری سرکاری کارروائی مکمل کی جا رہی ہے اور جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایات کے مطابق نیلامی سے حاصل ہونے والی رقم سے کچھ نئے بلڈوزر خریدے جائیں گے۔

چھانگا مانگا کے جنگل میں پودے لگانے کی تفصیلات

*3361: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چھانگا مانگا کے جنگل میں محکمہ زراعت اینگرو پولیمر کیمیکل کمپنی کے تعاون سے 130 ایکڑ پر پودے لگائے گا؟

(ب) اس پراجیکٹ پر محکمہ زراعت کا کتنا فنڈ خرچ ہو گا نیز اس فنڈ کی منظوری کون سی اتھارٹی دے گی؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ چھانگا مانگا کے جنگل میں محکمہ زراعت اینگرو پولیمر کمپنی کے تعاون سے پودے نصب کر رہا ہے بلکہ چھانگا مانگا جنگل محکمہ جنگلات کی ملکیت ہے اور محکمہ زراعت کا اس سے کوئی تعلق نہ ہے۔

(ب) اس جز کا جواب جز (الف) میں دیا جا چکا ہے۔

ضلع وہاڑی میں سبزی منڈیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3532: جناب طاہر اقبال چودھری: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع وہاڑی میں سبزی منڈیوں کی تعداد کیا ہے اور کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) مذکورہ منڈیوں کا رقبہ اور دکانوں کی علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل کیا ہے؟

(ج) یکم جنوری2008 سے یکم جنوری2009 تک مذکورہ منڈیوں کی دکانوں سے حاصل ہونے والی آمدن اور اخراجات کی تفصیل الگ الگ بیان کی جائے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع وہاڑی میں گورنمنٹ کی ملکیت منڈیوں کی تعداد پانچ ہے ان پانچ منڈیوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	محل وقوع
1	کلب روڈ وہاڑی
2	بوریوالہ روڈ وہاڑی
3	ملتان روڈ بوریوالہ
4	لاہور روڈ گگو منڈی بوریوالہ
5	عقب کچہری میلسی

(ب) مذکورہ منڈیوں کا رقبہ 91 کنال17 مرلے اور دکانوں کی تعداد 119 ہے جن کی علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل درج ذیل ہے۔

نام سبزی منڈی	رقبہ	تعداد دکانات
کلب روڈ وہاڑی	6 کنال	10
بوریوالہ روڈ وہاڑی	32 کنال	39
ملتان روڈ بوریوالہ	37 کنال،18 مرلہ	37
لاہور روڈ گگو منڈی بوریوالہ	2 کنال،12 مرلہ	2
عقب کچہری میلسی	13 کنال،7 مرلہ	31

(ج) یکم جنوری2008 سے یکم جنوری2009 تک مذکورہ منڈیوں کی دکانوں سے حاصل ہونے والی آمدن اور اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نام سبزی منڈی	آمدن	اخراجات
کلب روڈ وہاڑی	5,40,573/-	1,54,617/-
بوریوالہ روڈ وہاڑی	غیر فعال	غیر فعال
ملتان روڈ بوریوالہ	12,13,155/-	6,56,181/-
لاہور روڈ گگو منڈی بوریوالہ	8,57,630/-	53,040/-
عقب کچہری میلسی	4,56,000/-	3,14,442/-

غیر معیاری بیج وزرعی ادویات کی تفصیلات

*3545: چوہدری محمد اسد اللہ: کیاوزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب میں سیڈ کمپنیوں کی رجسٹریشن اور جانچ پڑتال وفاقی حکومت کرتی ہے؟

(ب) کیا حکومت پنجاب نے غیر معیاری بیج اور غیر معیاری زرعی ادویات کی فروخت کی روک تھام کے لئے کوئی عملی اقدامات اٹھائے ہیں؟

(ج) پنجاب میں بیج اور ادویات کا معیار چیک کرنے کے لئے لیبارٹریز ہیں، اگر ہاں تو کتنی اور کہاں کہاں پر؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) درست ہے۔ غیر معیاری بیج اور غیر معیاری زرعی ادویات کی فروخت کی روک تھام کا اختیار سیڈ ایکٹ1976 کے مطابق وفاقی حکومت کے پاس ہے۔

(ب) حکومت پنجاب نے اپنے قانونی دائرہ اختیار میں رہتے ہوئے غیر معیاری بیج اور غیر معیاری زرعی ادویات کی روک تھام کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کئے ہیں۔

* صوبائی حکومت نے پنجاب کے زرعی تحقیقی اداروں کو پابند کیا ہے کہ کوئی بیج کسی کو بھی مہیا نہ کیا جائے۔

* غیر معیاری زرعی ادویات کا کاروبار کرنے والے کاروباری حضرات کے خلاف بلاتمیز قانونی کارروائی کی۔

* ضلع کی سطح پر ٹال فری کنٹرول لائن 02200 ۔ 0800 کی تشہیر کی جاتی ہے تاکہ جعلی زرعی ادویات کی اطلاع پر فوری کارروائی عمل میں لائی جاسکے۔ اس کے علاوہ پیسٹی سائیڈز کے تجزیہ کو تین دن کے اندر یقینی بنایا جاتا ہے۔

ان تمام کاوشوں کے نتیجے میں ملاوٹ کی شرح18.77 فیصد سے کم ہو کر2.47 فیصد رہ گئی ہے۔

(ج) پنجاب میں بیج کامعیار چیک کرنے کے لئے حکومت پنجاب کی کوئی لیبارٹری نہیں ہے۔ البتہ وفاقی حکومت کی14 لیبارٹریاں کام کر رہی ہیں۔ زرعی ادویات کو چیک کرنے کے لئے محکمہ

زراعت حکومت پنجاب کے ماتحت پنجاب میں چار پیسٹی سائیڈز ٹیسٹنگ لیبارٹریز فیصل آباد، کالا شاہ کاکو، ملتان اور بہاولپور میں کام کر رہی ہیں۔

لاہور میں مارکیٹ کمیٹیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3546: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور میں سبزی و فروٹ منڈیوں اور مارکیٹ کمیٹیوں کی تعداد کیا ہے اور ان میں تعینات چیئرمین / ایڈمنسٹریٹر کون کون ہیں اور یہ کب سے تعینات ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان تمام سبزی اور فروٹ منڈیوں میں کوئی صفائی کا نظام نہ ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) لاہور میں سبزی و فروٹ منڈیوں کی کل تعداد 6 ہے جو پانچ کمیٹیوں کے کنٹرول میں کام کر رہی ہیں۔ ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام سبزی و فروٹ منڈی	مارکیٹ کمیٹی
1	سبزی و فروٹ منڈی راوی روڈ	مارکیٹ کمیٹی لاہور
2	سبزی و فروٹ منڈی کوٹ لکھپت	مارکیٹ کمیٹی کوٹ لکھپت
3	سبزی و فروٹ منڈی ملتان روڈ	مارکیٹ کمیٹی ملتان روڈ
4	سبزی و فروٹ منڈی سنگھ پورہ	مارکیٹ کمیٹی سنگھ پورہ
5	سبزی و فروٹ منڈی جلو موڑ	مارکیٹ کمیٹی سنگھ پورہ
6	سبزی و فروٹ منڈی رائیونڈ	مارکیٹ کمیٹی رائیونڈ

مارکیٹ کمیٹیوں میں تعینات ایڈمنسٹریٹرز کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

نام مارکیٹ کمیٹی	نام ایڈمنسٹریٹرز	تاریخ تعیناتی
لاہور	میاں منیر احمد (ڈائریکٹر مارکیٹ کمیٹیز پراونشل فنڈ بورڈ)	10-06-2009
کوٹ لکھپت	نیر جلال (ای اے ڈی اے (ای اینڈ ایم) ہیڈ کوارٹر آفس لاہور	30-10-2008
ملتان روڈ	چودھری بشیر احمد دوگل (ڈی ڈی اے (ای اینڈ ایم) ہیڈ کوارٹر آفس لاہور	13-3-2010
سنگھ پورہ	مہر ریاض احمد (ای اے ڈی اے (ای اینڈ ایم) ہیڈ کوارٹر آفس لاہور)	27-05-2009

رائیونڈ محمد ضیغم نواز(زراعت آفیسر (ای اینڈ ایم)ہیڈ کوارٹر آفس لاہور) 05-05-2009

(ب) یہ درست نہ ہے۔ سبزی و فروٹ منڈی راوی روڈ اور کوٹ لکھپت میں صفائی کا کام پرائیویٹ کمپنی کو ٹھیکہ پر دیا ہوا ہے۔ جہاں صفائی کا کام باقاعدگی سے ہو رہا ہے اور مارکیٹ کمیٹی کا عملہ صفائی کا باقاعدہ جائزہ لیتا ہے اور ٹھیکہ دار کی صفائی کا ماہانہ بل بعد از تصدیق صدور انجمن آڑھتیاں سبزی و پھل منڈی تحریری رپورٹ لینے کے بعد ادا کیا جاتا ہے۔ جبکہ باقی منڈیوں میں مارکیٹ کمیٹی نے اپنا صفائی کا عملہ اس کام کے لئے تعینات کیا ہوا ہے۔ البتہ مارکیٹ کمیٹی ملتان روڈ اور سنگھ پورہ نے اپنے عملہ کے ساتھ ساتھ صفائی کے لئے جدید مشینری مثلاً ٹریکٹر اور ٹرالی وغیرہ کا انتظام بھی کیا ہوا ہے۔

تحصیل منچن آباد بہاولنگر شہر میں جعلی زرعی ادویات کی فروخت کی تفصیلات

*3575: محترمہ شبینہ ریاض: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ زراعت تحصیل منچن آباد اور بہاولنگر شہر میں زرعی ادویات میں ملاوٹ کرنے والوں کے خلاف کیا اقدامات اٹھا رہا ہے؟

(ب) 2008-09 میں ضلع بہاولنگر میں کتنے افراد کو جعلی زرعی ادویات فروخت کرنے پر گرفتار کیا گیا اور کیا کارروائی عمل میں لائی گئی ان کے نام اور پتا جات سے آگاہ کریں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ زراعت نے تحصیل منچن آباد اور بہاولنگر شہر میں زرعی ادویات میں ملاوٹ کرنے والوں کے خلاف درج ذیل اقدامات اٹھائے ہیں:

- تحصیل منچن آباد اور ضلع بہاولنگر کے تمام پیسٹی سائیڈز انسپکٹرز کی عدلیہ، پراسیکیوشن اور پولیس کے ماہرین سے تربیت کروائی گئی ہے۔
- ضلع بہاولنگر میں پیسٹی سائیڈز کے مقدمات کی پولیس، پراسیکیوشن اور عدالت کی سطح پر باقاعدہ پیروی کو یقینی بنایا گیا ہے۔
- پیسٹی سائیڈز انسپکٹر کو قانونی معاونت اور مدد کے لئے ضلعی سطح پر ایک قانونی مقدمات کی پیروی کا سیل بنایا گیا ہے۔

- ضلعی سطح پر پیسٹی سائیڈز کے مقدمات کی تیزی سے سماعت کے لئے ایک عدالت کو مخصوص کروا کر تمام مقدمات کو اس عدالت میں سماعت کے لئے منتقل کر دیا گیا۔
- اس عدالت میں اچھی شہرت کے حامل اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ پبلک پراسیکیوٹر کی تعیناتی کروائی گئی ہے۔
- مقدمات کی تیزی سے سماعت اور ملزمان کو کیفر کردار تک پہنچانے اور قرار واقعی سزا دلوانے کے لئے چیئرمین صوبائی ٹاسک فورس نے ضلع کے ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج سے میٹنگز کی ہیں۔
- ضلعی سطح پر فری ملاوٹ کنٹرول لائن 0800-02200 کی تشہیر کی جارہی ہے تاکہ جعلی زرعی ادویات کی اطلاع پر فوری کارروائی عمل میں لائی جاسکے۔ اس لائن پر چوبیس گھنٹے میں شکایت اور خفیہ اطلاع فراہم کی جاسکتی ہے۔
- زیادہ تر چھاپے خفیہ اطلاع کی بنیاد پر مارے گئے اور تمام چھاپے کامیاب رہے۔
- صوبائی اور ڈسٹرکٹ ٹاسک فورس کمیٹی میں ہم آہنگی کو یقینی بنانے کے لئے صوبائی م فورس کے ممبران کے ضلعی سطح پر باقاعدگی سے دورے اور میٹنگ کی جارہی ہیں اور مقدمات کی پیروی اور مہم کا جائزہ اور سخت نگرانی کی جارہی ہے۔
- جعلی زرعی ادویات کی مہم کا جائزہ لینے کے لئے ضلع کی سطح پر ہفتہ وار میٹنگ کا اہتمام کیا گیا ہے۔

محکمہ زراعت نے سال2008 کے دوران تحصیل منچن آباد میں 68نمونے لئے جن میں سے دو جعلی ثابت ہوئے ان ڈیلرز اور ڈسٹری بیوٹرز کے خلاف مقدمات درج کروا دیئے گئے:۔

1۔ محمد اخلاق ولد احمد یار، النواز سپرے سنٹر غلہ منڈی روڈ، منڈی صادق گنج، محمد احمد سیلز آفیسر میسرز پین سٹار، پرائیویٹ لمیٹڈ کراچی۔

2۔ اللہ دتہ ولد قاسم علی قوم ککلہ، ککلہ سپرے سنٹر بلدیہ روڈ، منچن آباد، شیخ محمد رضوان، سٹور انچارج میسرزNH پیسٹی سائیڈز گروپ انٹر نیشنل ملتان۔

یہ مقدمات عدالت میں زیر سماعت ہیں۔

سال2009 کے دوران تحصیل منچن آباد میں اب تک مختلف ڈیلرز کی دکانوں سے 28 نمونہ جات لے کر لیبارٹری بھجوائے جا چکے ہیں جن میں 17 کے نتائج موصول ہو چکے ہیں جو کہ فٹ ہیں باقی 11 کے رزلٹ آنا باقی ہیں۔

سال2008 میں ضلع بہاولنگر میں زرعی ادویات کے 2183ڈیلرز کو چیک کیا گیا 340 نمونہ جات لے کر لیبارٹری کو بھجوائے گئے ان میں سے 23نمونہ جات ان فٹ ہوئے اور 317 نمونہ جات فٹ آئے اور جعلی ادویات کے 1149 پیک قبضہ میں لے کر بطور مال مقدمہ حوالہ پولیس کئے گئے۔

سال2009 کے دوران ضلع بہاولنگر محکمہ زراعت کے انسپکٹرز نے کل847 ڈیلرز/ دکانیں چیک کیں، 109 ادویات کے نمونہ جات حاصل کر کے لیبارٹری بھجوائے گئے جن میں سے 82 کے رزلٹ موصول ہو چکے ہیں جو کہ فٹ ہیں 27نمونوں کے نتائج آنا باقی ہیں۔

(ب) سال2008 میں ضلع بہاولنگر میں جعلی زرعی زہریں فروخت کرنے پر 20افراد کے خلاف قانونی کارروائی کی گئی، ملزمان کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

تحصیل منچن آباد و بہاولنگر شہر میں سبزی منڈیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3576: **محترمہ شبینہ ریاض:** کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل منچن آباد اور بہاولنگر شہر میں واقع سبزی منڈیوں کی تعداد، ان کے رقبہ جات اور دکانات کی تفصیل بیان کی جائے؟

(ب) ان دکانوں سے ہونے والی آمدن اور اخراجات کی سالانہ تفصیل بیان کریں؟

(ج) محکمہ کسانوں کو مذکورہ منڈیوں میں اپنی اجناس و سبزیاں لانے پر کیا کیا سہولیات فراہم کرتا ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) تحصیل منچن آباد میں کوئی سرکاری منڈی نہیں ہے۔ بہاولنگر شہر میں ایک سرکاری سبزی منڈی کام کر رہی ہے اس منڈی کا رقبہ، دکانات کی تعداد کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نام سبزی منڈی	رقبہ	تعداد دکانات/پلاٹ
سبزی منڈی چشتیاں بائی پاس روڈ بہاولنگر شہر	44کنال	58

(ب) مذکورہ منڈی کی سالانہ آمدن اور اخراجات بابت سال09۔2008 کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سالانہ آمدن سالانہ اخراجات

6لاکھ40ہزار8روپے(6,40,008/-) 84ہزارروپے(84,000/-)

(ج) محکمہ کسانوں کو مذکورہ منڈیوں میں اپنی اجناس کی نیلامی کے لئے پلیٹ فارم (پھڑ) سڑکیں اور شیڈ وغیرہ کی تعمیر ومرمت کے علاوہ سٹریٹ لائٹ، پینے کا ٹھنڈا پانی، پبلک باتھ روم، مسجد ، کینٹین اور پارکنگ وغیرہ کی سہولیات فراہم کرتا ہے۔ منڈیوں میں صفائی کے ساتھ ساتھ اجناس کی نیلامی کی نگرانی عملہ مارکیٹ کمیٹی کرتا ہے۔ مزید یہ کہ کسانوں کی راہنمائی کے لئے منڈیوں میں الیکٹرانک ریٹ بورڈ نصب کے گئے ہیں جن پر پنجاب کی اہم منڈیوں کے تازہ ترین تھوک نرخ ہر وقت دستیاب ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں محکمہ کی ویب سائٹ اور ٹال فری نمبر (ہیلپ لائن) بھی موجود ہے۔

زمینداروں کو بجلی یا ڈیزل ٹیوب ویل لگانے کے لئے امداد دینے کی تفصیلات

*3600: جناب شیر علی خان: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا حکومت صوبہ میں پانی کی قلت دور کرنے اور زمینداروں کی سہولت کے لئے بجلی یا ڈیزل کے ٹیوب ویل لگانے کے لئے کوئی امدادی سکیم متعارف کرانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) اگر جواب ہاں میں ہے تو کب تک مذکورہ سکیم متعارف کرائی جائے گی اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) شعبہ زرعی انجینئرنگ محکمہ زراعت پہلے سے ہی زمینداروں کی سہولت کے لئے ارزاں نرخوں پر ٹیوب ویل بورنگ کی سہولتیں مہیا کررہا ہے جس کے لئے تمام فنی معلومات، پائپ فلٹر کی خریداری، تنصیب، لوکیشن یعنی ٹیوب ویل کی تکمیل تک سارا کام بغیر کسی اضافی خرچ کے مکمل کیا جاتا ہے۔ بورنگ اور پائپس کی لوکیشن کے بعد زمیندار کو اختیار ہے کہ چاہے ڈیزل انجن یا ٹریکٹر کی مدد سے پانی استعمال کرے یا پھر ٹرانسفارمر لگوا کر بجلی کے ذریعے اسے چلائے۔ موجودہ حالات میں کسی نئی امدادی اسکیم کی ضرورت محسوس نہیں ہورہی جسے متعارف کرایا جائے۔

(ب) سر دست ایسی کوئی سکیم زیر غور نہیں ہے کیونکہ صوبہ پنجاب میں اس وقت 10لاکھ ٹیوب ویل کام کر رہے ہیں جن میں ایک لاکھ 42ہزار ٹیوب ویل محکمہ زراعت نے سبسڈی سکیم کے تحت لگائے ہیں۔ علاوہ ازیں زیادہ ٹیوب ویلوں اور ٹربائن لگنے کی وجہ سے زیر زمین پانی کی سطح بھی خطرناک حد تک کم ہو گئی ہے اور واپڈا اس خطرے کی کئی دفعہ نشاندہی کر چکا ہے۔ اس صورتحال میں ایسی کوئی تجویز سودمند نہیں ہو گی۔

چاول کی پیداوار بڑھانے کے اقدامات

*3630: **محترمہ خدیجہ عمر:** کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا حکومت چاول کی فصل کی پیداوار بڑھانے کے لئے باہر کے ملکوں سے چاول کے بیج کی کوئی قسم درآمد کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

(ب) کیا حکومت نے ہائی بریڈ قسم کی ٹیکنالوجی کی منتقلی کے لئے مختلف بین الاقوامی اداروں سے رابطہ کیا ہے اگر ہاں تو اس کے کیا نتائج برآمد ہوئے ہیں تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) تحقیقاتی ادارہ چاول کالا شاہ کاکو کی تیار کردہ موٹے چاول اور باسمتی اقسام کی پیداواری صلاحیت اور کوالٹی باہر کے ملکوں کی اقسام سے بہت بہتر ہے اور بین الاقوامی منڈیوں میں پاکستانی چاول کی مانگ بھی سب سے زیادہ ہے اس لئے فی الحال چاول کی فصل کا کوئی بیج باہر سے درآمد نہیں کیا جا رہا ہے۔

(ب) تحقیقاتی ادارہ چاول کالا شاہ کاکو نے مختلف بین الاقوامی اداروں سے رابطہ کے ساتھ موٹی اقسام کے بہت سے ہائی بریڈز کا بیج بنا لیا ہے جن میں سے دو ہائی بریڈز جائزہ تجربات کے آخری مراحل میں ہیں۔ ان ہائی بریڈز کی پکائی بھی کے ایس 282 اور کے ایس کے 133 سے بہتر ہے اس وقت محکمہ زراعت حکومت پنجاب باہر سے کوئی ہائی بریڈ بیج درآمد نہیں کر رہا ہے۔

کوالٹی کو بہتر بنانے کے لئے برانڈ ناموں پر زرعی ادویات فروخت کرنے کی تفصیلات

*3631: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مارکیٹ میں برانڈ، نام اور جنرک نام پر زرعی ادویات فروخت ہو رہی ہیں؟

(ب) کوالٹی کو بہتر بنانے کے لئے کیا صرف برانڈ ناموں پر زرعی ادویات فروخت کرنے کے لئے حکومت کے پاس کوئی تجویز زیر غور ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ مارکیٹ میں برانڈ نام اور جنرک نام پر زرعی ادویات فروخت ہو رہی ہیں۔ مثلاً

نام ادویات		کمپنی کا نام
جنرک نام	برانڈ نام	
پروفینوفاس	کیوراکران	سنجینٹا پاکستان لمیٹڈ
ایمامیکٹن بینزوایٹ	ٹائمر	علی اکبر انٹرپرائزز پاکستان
امیڈاکلوپرڈ	کنفیڈور	بائر کراپ سائنسز پرائیویٹ لمیٹڈ
بائی فینتھرین	طالسٹار	ایف ایم سی پرائیویٹ لمیٹڈ

جنرک سکیم کے تحت جو زرعی ادویات دیگر ممالک میں فروخت ہو رہی ہیں ان کو پاکستان میں بھی فروخت کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ چونکہ یہ ادویات برانڈ نام کے مقابلے میں کافی سستی ہوتی ہیں اس لئے کسان یہ ادویات استعمال کر کے کم خرچے پر اپنی فصلوں کو کیڑے ، بیماریوں اور جڑی بوٹیوں وغیرہ سے محفوظ رکھ سکتے ہیں۔

(ب) جی ہاں! کوالٹی بہتر بنانے کے لئے صرف برانڈ ناموں پر زرعی ادویات فروخت کرنے کے بارے میں وفاق کے پاس تجویز زیر غور ہے۔ جونہی وفاق سے نوٹیفکیشن جاری ہوا تو اس پر

عملدرآمد کیا جائے گا۔ جبکہ زرعی ادویات جو مارکیٹ میں فروخت ہو رہی ہیں معیار میں بہتر نہیں ہیں۔ اگر مقامی زرعی ادویات برانڈ ناموں سے فروخت ہونا شروع ہو جائیں تو اس سے ملاوٹ کا خدشہ کم ہو جائے گا کیونکہ کسان برانڈ ناموں سے ادویات کو پہچاننا شروع کر دیں گے جس سے مختلف کمپنیوں میں ایک صحت مند مقابلے کی فضا قائم ہو گی اور نتیجتاً معیاری زرعی ادویات کی قیمتیں بھی کم ہو سکیں گی۔

انجمن اصلاح آبپاشاں کی ذمہ داریاں و فنکشنز کی تفصیلات

*3632: **جناب طاہر اقبال چودھری:** کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) انجمن آبپاشاں ایکٹ مجریہ 1981 کے تحت قائم شدہ انجمن اصلاح آبپاشاں کی تشکیل، ذمہ داری اور فنکشنز کیا ہیں؟

(ب) کھالہ جات کی پختگی کے بعد ان کی ٹوٹ پھوٹ کی ذمہ داری کس کے پاس ہے اور جز (الف) میں بیان کردہ انجمن کس کو جواب دہ ہوتی ہے۔ مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) انجمن آبپاشاں ایکٹ مجریہ 1981 کے تحت قائم شدہ انجمن آبپاشاں کی تشکیل اور ذمہ داری و فرائض درج ذیل ہیں:۔

تشکیل:

1. ہر وہ کاشتکار انجمن آبپاشاں کا رکن بن سکتا ہے جو کھال کی تعمیر اور درستی اور اصلاح کا مشترکہ ذمہ دار ہو یا دوسروں کے ساتھ مل کر کھال سے استفادہ کر رہا ہو۔ (مالک، مزارع، ٹھیکیدار) بشرطیکہ وہ 18 سال سے کم عمر کا نہ ہو۔
2. رکنیت کے لئے درخواست لکھ کر دی جائے گی اور اس کے ساتھ فیس رکنیت منسلک کرنی ہو گی جو ناقابل واپسی ہو گی۔ اس کے علاوہ طے شدہ رقم فی ایکڑ انجمن کو بطور اپنا حصہ ادا کرنی ہو گی۔
3. جہاں ایک کھال کے حصہ داروں کی معمولی اکثریت (51 فیصد) رضامند ہو، انجمن آبپاشاں تشکیل دی جا سکتی ہے۔
4. ایسی کوئی بھی انجمن جو اپنی رجسٹریشن کروانا چاہتی ہو، اپنے متعلقہ فیلڈ آفیسر (ضلعی آفیسر، اصلاح آبپاشی) کو محکمہ کے چھپے ہوئے فارم پر درخواست دے سکتی ہے۔

ذمہ داریاں:

1. کھال کی تعمیر نو، اصلاح، دیکھ بھال کرنا اور اسے روبہ عمل رکھنے کے لئے اقدامات کرنا۔
2. کھال کی پرائیویٹ شاخوں اور نکوں کو درست کرنا اور بہتر حالت میں رکھنا۔
3. پانی کے نظم و نسق، اس کے موزوں استعمال اور کاشتکاری کے جدید طریقوں کو اپنانے کے لئے حوصلہ افزائی کرنا۔
4. ہنگامی حالت میں کھال کی فوری درستی کے لئے مزدوروں کا بندوبست کرنا۔
5. کھال کی اصلاح کے دوران اس کی سدھائی، درستی اور نکوں کی تنصیب میں پیش آنے والی جملہ رکاوٹوں کو دور کرنا۔
6. اصلاح کے دوران متبادل کھال کا بندوبست کرنا۔
7. کھال کی اصلاح کے لئے راجوں اور مزدوروں کا انتظام کرنا۔
8. اصلاح کھال کے لئے تعمیراتی مواد کی خرید اور حساب کتاب رکھنا۔
9. محکمہ اصلاح آبپاشی کی ہدایات اور راہنمائی کے مطابق پختہ و کچے کھال کی تعمیر کرنا۔
10. حصہ داران کھال کے درمیان پانی کی تقسیم کرنا۔

(ب) کھالہ جات کی پختگی کے بعد ان کی ٹوٹ پھوٹ اور مرمت کی ذمہ داری انجمن آبپاشاں پر ہے اور جز (الف) میں بیان کردہ انجمن آبپاشاں ڈسٹرکٹ آفیسر (اصلاح آبپاشی) کو جوابدہ ہے۔

ضلع بہاولپور، جعلی زرعی ادویات کی فروخت و دیگر تفصیلات

*3700: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع بہاولپور میں جعلی زرعی ادویات کی فروخت کی روک تھام کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

(ب) سال 2007 سے آج تک مذکورہ ضلع میں کتنے افراد کو جعلی ادویات فروخت کرنے پر گرفتار کیا گیا، تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) حکومت پنجاب نے اپنے قانونی دائرہ اختیار میں رہتے ہوئے غیر معیاری زرعی ادویات کی روک تھام کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کئے ہیں۔

- غیر معیاری زرعی ادویات کا کاروبار کرنے والے کاروباری حضرات کے خلاف بلا تمیز قانونی کارروائی کی۔
- ضلع کی سطح پر ٹال فری کنٹرول لائن 0800-02200 کی تشہیر کی جاتی ہے تا کہ جعلی زرعی ادویات کی اطلاع پر فوری کارروائی عمل میں لائی جا سکے۔ اس کے علاوہ پیسٹی سائیڈز کے تجزیہ کو تین دن کے اندر یقینی بنایا جاتا ہے۔

ان تمام کاوشوں کے نتیجے میں ملاوٹ کی شرح 18.7 فیصد سے کم ہو کر 2.47 فیصد رہ گئی ہے۔

(ب) سال 2007 سے مئی 2010 تک ضلع بہاولپور میں جعلی ادویات فروخت کرنے پر 52 افراد کے خلاف مقدمات درج کئے گئے جس میں 32 ملزمان گرفتار ہوئے جس کی سال وار تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	سال	تعداد درج مقدمات
1	2007	19
2	2008	15
3	2009	13
4	جنوری تا مئی 2010	5
	میزان	52

ان ملزمان کے نام و پتا جات، ایف آئی آر نمبر مع اندراج تاریخ اور نام تھانہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

بارانی زرعی یونیورسٹی راولپنڈی میں پروفیسرز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3776: محترمہ عائشہ جاوید: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) بارانی زرعی یونیورسٹی راولپنڈی میں پروفیسرز کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) ان میں سے گریڈ 20 اور گریڈ 21 کے کتنے پروفیسرز ہیں، سنیارٹی وار لسٹ سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

(ج) 2007 اور 2008 میں پروفیسر حضرات اور دیگر انتظامیہ کے آفیسران نے میڈیکل کی مد میں کتنی کتنی رقم وصول کی؟

(د) 2007اور2008 میں یونیورسٹی انتظامیہ نے طلباء سے فیس کی مد میں کتنی رقم وصول کی مکمل تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) بارانی زرعی یونیورسٹی راولپنڈی میں پروفیسرز کی کل تعداد22 ہے۔

(ب) گریڈ20اور گریڈ21کے پروفیسرز کی سنیارٹی وار لسٹ ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) پروفیسر حضرات اور دیگر انتظامیہ نے2007اور2008میں جتنی رقم وصول کی ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	رقم روپوں میں
2006-07	191,518(1لاکھ91ہزار518روپے)
2007-08	356,013(3لاکھ56ہزار13روپے)

(د) 2007اور2008میں یونیورسٹی طلباء سے وصول کی گئی رقم کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	رقم روپوں میں
2006-07	96,157,785(9کروڑ61لاکھ57ہزار785روپے)
2007-08	131,247,659(13کروڑ12لاکھ47ہزار659روپے)

ضلع قصور میں سبزی منڈیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3805: محترمہ شگفتہ شیخ: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع قصور میں کتنی سبزی منڈیاں ہیں ان کا کتنا رقبہ ہے اور کتنی دکانات ہیں نیز ان دکانات سے ہونے والی سالانہ آمدن واخراجات کی تفصیل بیان کی جائے؟

(ب) قصور شہر کی سبزی منڈی کو کسی اور جگہ منتقل کرنے کا کوئی پروگرام ہے اگر منتقل کرنا مقصود ہے تو اسکی کیا وجہ ہے؟

(ج) ضلع قصور میں کل کتنی مارکیٹ کمیٹیاں ہیں اور ان کے لئے ممبران کا چناؤ کس طریقے سے کیا جاتا ہے؟

(د) ضلع قصور میں جعلی زرعی ادویات فروخت کرنے والوں کے خلاف اب تک کتنے مقدمات درج کئے گئے، مکمل تفصیل مہیا کی جائے؟

(ہ) حکومت پنجاب نے گرین ٹریکٹر سکیم کے تحت اب تک کتنے ٹریکٹر تقسیم کئے؟

(و) ضلع قصور میں اصلاح کھالہ جات پروگرام کے تحت کتنے کھالہ جات پختہ کئے گئے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع قصور میں کل چھ سرکاری سبزی منڈیاں ہیں جن کے نام درج ذیل ہیں:۔

1۔ قصور (کالج روڈ قصور)

2۔ پتوکی (پتوکی)

3۔ کھڈیاں (کھڈیاں)

4۔ چونیاں (سبزی منڈی چونیاں)

5۔ پھول نگر (لبے جاگیر روڈ پھول نگر)

6۔ کنگن پور (کنگن پور)

ضلع قصور کی سبزی منڈیوں کا رقبہ، تعداد دکانات، سالانہ آمدن اور اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔قصور	
رقبہ	14 کنال
تعداد دکانات	27
سالانہ آمدن 09-2008	12 لاکھ 88 ہزار 924 روپے
سالانہ اخراجات 09-2008	5 لاکھ 67 ہزار 820 روپے
2۔پتوکی	
رقبہ	6 کنال
تعداد دکانات	38
سالانہ آمدن 09-2008	7 لاکھ 6 ہزار 506 روپے
سالانہ اخراجات	7 لاکھ 61 ہزار 614 روپے
3 کھڈیاں	
رقبہ	4 کنال 19 مرلے 33 فٹ
تعداد دکانات	22

سالانہ آمدن09۔2008	ایک لاکھ12ہزار190روپے
سالانہ اخراجات09۔2008	2لاکھ37ہزار446روپے
4۔چونیاں	
رقبہ	5کنال
تعداد دکانات	19
سالانہ آمدن09۔2008	69ہزار395روپے
سالانہ اخراجات09۔2008	2لاکھ6ہزار548روپے
5۔پھول نگر	
رقبہ	6کنال
تعداد دکانات	21
سالانہ آمدن09۔2008	2لاکھ42ہزار680روپے
سالانہ اخراجات09۔2008	4لاکھ21ہزار916روپے
6۔کنگن پور	
رقبہ	4کنال
تعداد دکانات	8
سالانہ آمدن09۔2008	55ہزار500روپے
سالانہ اخراجات	ایک لاکھ23ہزار روپے

نوٹ: سالانہ آمدنی کی مدات میں لائسنس فیس، مارکیٹ فیس اور متفرق فیس شامل ہیں جبکہ اخراجات کی مدات میں صفائی، لائٹنگ کا انتظام، سڑکوں کی تعمیر اور پھڑ وغیرہ کی تعمیر و مرمت شامل ہیں

(ب) جی ہاں! کیونکہ 31 سال قبل 1978 میں قصور شہر کے لئے تقریباً 44کنال رقبہ پر غلہ منڈی و سبزی منڈی مشترکہ طور پر منظور کی گئیں جس میں سے تقریباً30 کنال پر غلہ منڈی اور صرف14 کنال پر سبزی منڈی قائم کی گئی۔ دونوں منڈیوں میں داخلے کے لئے تقریباً20 فٹ کا ایک ہی راستہ ہے۔ علاوہ ازیں گورنمنٹ کالج فار بوائز قصور کے لئے بھی یہی راستہ استعمال ہوتا ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ منڈیوں کے اردگرد آبادی میں اضافے اور سڑکوں پر تجاوزات کے باعث یہ راستہ تنگ پڑ گیا اور ٹریفک کا مسئلہ پیدا ہو گیا۔ اسی وجہ سے بیوپاری حضرات اور کاشتکار حضرات اپنی زرعی اجناس قصور منڈی میں فروخت کے لئے لانے سے

گھبراتے ہیں۔ کیونکہ ٹریفک میں پھنسے رہنے کی وجہ سے منڈی میں بولی کے ذریعے زرعی اجناس کی فروخت کا مخصوص وقت ان کے ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔ اس طرح نہ صرف ان کے پھل اور سبزیاں ضائع اور باسی ہو جاتی ہیں بلکہ انہیں اپنے مال کی مناسب قیمت بھی نہیں مل پاتی جس سے ایک طرف کاشتکاروں اور بیوپاری حضرات کو مالی خسارہ اٹھانا پڑتا ہے تو دوسری طرف صارف کے لئے مہنگائی کا باعث بنتا ہے لہٰذا اہلیان قصور کے دیرینہ عوامی مطالبے کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت پنجاب محکمہ زراعت مارکیٹنگ نے آئندہ 50 سالہ ضروریات کے پیش نظر دیپالپور روڈ پر دولے والا سٹاپ کے نزدیک جدید معیاری سبزی و پھل منڈی کے لئے تقریباً290 کنال جگہ منتخب کی ہے۔

(ج) ضلع قصور میں کوٹ رادھا کشن سمیت7مارکیٹ کمیٹیاں ہیں۔ جن کے نام جز(الف)میں دیئے گئے ہیں۔پنجاب زرعی پیداوار مارکیٹس (جنرل)رولز1979 کے قاعدہ9(2)کے تحت سیکرٹری زراعت حکومت پنجاب بذریعہ نوٹیفکیشن مارکیٹ کمیٹیوں کی تشکیل کے لئے تاریخ مقرر کرتا ہے۔ اگر اس تاریخ کے وقت ضلع کونسل موجود ہو تو ضلع ناظم ہر مارکیٹ کمیٹی کے طے شدہ ممبران کی تعداد کے مطابق اپنی سفارشات کے ساتھ ہر اسامی کے لئے 2افراد کا پینل ضلع کونسل کے سامنے پیش کرتا ہے۔ ضلع کونسل اس پینل میں سے ایک ایک نام مارکیٹ کمیٹی کی ہر نشست کے لئے منتخب کرتی ہے۔ تاہم ضلع کونسل ضلع ناظم کی سفارشات کو کل یا جزوی طور پر قبول کرنے کا اختیار رکھتی ہے۔ اگر حکومت کی طرف سے مقرر شدہ تاریخ کے وقت ضلع کونسل موجود نہ ہو تو درج بالا طریق کار کے مطابق متعلقہ ضلعی رابطہ آفیسر ممبران کے ناموں کے پینل کی سفارشات حکومت کو ارسال کرتا ہے اور حکومت اس پینل سے ممبران کے نام منتخب کرکے نوٹیفائی کرتی ہے۔

(د) ضلع قصور میں سال09۔2008 کے دوران کل 18 افراد کے خلاف جعلی زرعی ادویات فروخت کرنے کے خلاف مقدمات درج کئے گئے جن کی تفصیل مع نام، پتا جات، ایف آئی آر نمبر کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام ملزم اور پتا جات	ایف آئی آر نمبر اور تاریخ	پولیس سٹیشن
1	محمد عاشق ولد محمد شریف،	414/05-08-2008	پھول نگر

	کھڈیاں		
2	شام الہیٰ ولد مراد علی، اڈا للیانی، قصور	770/12-11-2008	قصور اے ڈویژن
3	محمد مشتاق ولد محمد یعقوب میسرز عبدالرزاق سپرے سنٹر، ورم روڈ، کھڈیاں	42708/01-09-2008	کھڈیاں
4	احتشام اشرف ولد محمد اشرف، چھانگا مانگا، چونیاں	353/28-08-2008	چھانگا مانگا
5	منور حسین ولد روشن دین، میسرز احمد سپرے سنٹر، تلونڈی	274/08/05-06-2008	آلہ آباد
6	محمد صادق، میسرز احمد سپرے سنٹر، تلونڈی	303/08/17-06-2008	آلہ آباد
7	شاہد اقبال ولد شوکت علی میسرز ماشاءاللہ کارپوریشن، تلونڈی	327/08/02-07-2008	آلہ آباد
8	امجد خان ولد یٰسین خان میسرز یٰسین زرعی کارپوریشن، تلونڈی	342/08/08-07-2008	آلہ آباد
9	محمد بشیر ولد محمد یعقوب، میسرز الفاروق سپرے سنٹر، سائباں زرعی مرکز غلہ منڈی پتوکی	378/08/16-07-2008	شہر پتوکی
10	ڈرائیور محمد یونس ولد کرم دین، آر آئی این 6508 اڈا ہالا	351/08/22-07-2008	سرائے مغل
11	مختار احمد ولد برکت علی، میسرز احمد سپرے سنٹر نور پور کینال	112/08/15-03-2008	سردار قصور
12	تنویر احمد ٹیپو، میسرز ٹارگٹ، میسرز ٹارگٹ زرعی مرکز کچہری روڈ، قصور	416/08/01-07-2008	قصور بی ڈویژن
13	محمد افضل ولد محمد رفیق، تارہ گڑھ، قصور	47/11-03-2009	گنڈا سنگھ والا
14	محمد جاوید اقبال ولد فوج خان،	242/18-04-2009	

	قادی ونڈ		
15	ایم مشتاق ولد بشیر احمد، میسرز چودھری سپرے سنٹر، کچاپکا	253/09/11-05-2009	کھڈیاں
16	شرافت علی ولد محمد ابراہیم، میسرز عاشر سپرے سنٹر، سنگھ والا	123/09/18-05-2009	گنڈا سنگھ والا
17	محمد حنیف ولد صاب دین، میسرز مہر ایگری سروسز، ساندھا پھاٹک، ، قصور	62/09/04-06-2009	گنڈا سنگھ والا
18	محمد طارق، میسرز چودھری سپرے سنٹر، کنگن پور	66/09/02-03-2009	کنگن پور

(ہ) حکومت پنجاب نے سال09۔2008 میں گرین ٹریکٹر سکیم کے تحت10 ہزار ٹریکٹر کسانوں میں ایک شفاف طریقے سے تقسیم کئے، جس میں سے 9999 ٹریکٹر کسانوں کے حوالے کر دیئے گئے ہیں جبکہ ایک ٹریکٹر کا معاملہ عدالت میں چل رہا ہے۔ حکومت پنجاب نے کسانوں کے مفاد میں اس سکیم کو مالی سال10۔2009 میں بھی جاری رکھنے کا فیصلہ کیا ہے۔

(و) ضلع قصور میں اصلاح کھالہ جات پروگرام کے تحت اب تک کل 836 کھالہ جات پختہ کئے گئے ہیں۔

فصل ربیع کے لئے کھاد کی یقینی فراہمی

*3812: چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فصل ربیع2009 میں کھاد کی کمیابی کاشتکاروں کے لئے انتہائی سنگین مسئلہ رہی ہے، اگر ہاں تو فصل خریف2009 کی فصل کے لئے کھاد کی وافر اور ہر جگہ دستیابی کو یقینی بنانے کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

(ب) ضلع شیخوپورہ میں موجودہ فصل خریف2009 کے لئے کھاد کی ضروریات، فراہمی کے لئے انتظامات اور فراہمی کے پوائنٹس کی تفصیلات کیا ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی ہاں! درست ہے۔ تاہم کھاد کی بہتر طور پر فراہمی کے لئے حکومت کی طرف سے درج ذیل اقدامات کئے گئے۔

- یوریا کھاد کی بروقت درآمد کو یقینی بنانا۔
- یوریا کھاد کی ملکی پیداوار کو یقینی بنانے کے لئے سوئی گیس کی مسلسل فراہمی۔
- یوریا کھاد کی دستیابی کو یقینی بنانے کے لئے ڈیلروں کی سطح پر مانیٹرنگ کا نظام۔

(ب) ضلع شیخوپورہ میں فصل خریف برائے سال 10۔2009 میں یوریا کھاد کی ضرورت 61ہزار 69 ٹن تھی اور یہ کمپنیوں کے رجسٹرڈ ڈیلروں سے بآسانی دستیاب تھی۔

ڈیلروں کی تفصیل اس طرح سے ہے۔

داؤد ہرکولیس	57
فوجی فرٹیلائزر	55
اینگرو	27
پاک عرب	02
NPML	18

لاہور۔سبزی منڈیوں کی تعداد و دیگر متعلقہ تفصیلات

*3850: **جناب محمد نوید انجم:** کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں سبزی منڈیوں کی تعداد کیا ہے اور کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) مذکورہ منڈیوں کا رقبہ اور دکانوں کی علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل کیا ہے؟

(ج) یکم جنوری 2007 تا 30۔جون 2009 ان منڈیوں کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل الگ الگ بیان کی جائے؟

(د) ان منڈیوں میں دکانات حاصل کرنے کا طریق کار کیا ہے؟

(ہ) یہ دکانات کون سی اتھارٹی الاٹ یا نیلام عام کرتی ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع لاہور میں سبزی منڈیوں کی کل تعداد چھ ہے ۔ منڈیوں کے نام اور جائے وقوع کی تفصیل اس طرح سے ہے۔

نمبر شمار	نام سبزی منڈی	جائے وقوع
1	سبزی منڈی راوی روڈ	راوی لنک روڈ،لاہور
2	سبزی منڈی کوٹ لکھپت	کوٹ لکھپت،لاہور
3	سبزی منڈی ملتان روڈ	ملتان روڈ،لاہور
4	سبزی منڈی سنگھ پورہ	سنگھ پورہ جی ٹی روڈ،لاہور
5	سبزی منڈی جلو موڑ	جلو موڑ،لاہور
6	سبزی منڈی رائیونڈ	رائیونڈ ضلع لاہور

(ب) ان منڈیوں کا رقبہ 407 کنال 14 مرلے اور دکانوں کی تعداد522 ہے جن کی علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل اس طرح ہے۔

نمبر شمار	نام سبزی منڈی	رقبہ	تعداد دکانات
1	سبزی منڈی راوی روڈ	85 کنال	76
2	سبزی منڈی کوٹ لکھپت	60 کنال	123
3	سبزی منڈی ملتان روڈ	184 کنال 14 مرلہ	149
4	سبزی منڈی سنگھ پورہ	44 کنال 7 مرلہ	98
5	سبزی منڈی جلو موڑ	17 کنال 13 مرلہ	47
6	سبزی منڈی رائیونڈ	16 کنال	29

(ج)

نمبر شمار	نام سبزی منڈی	آمدن	اخراجات
1	سبزی منڈی راوی روڈ	97لاکھ71ہزار17روپے	96لاکھ46ہزار854روپے
2	سبزی منڈی کوٹ لکھپت	1کروڑ38لاکھ51ہزار479روپے	41لاکھ66ہزار587روپے
3	سبزی منڈی ملتان روڈ	5لاکھ18ہزار705روپے	5لاکھ49ہزار986روپے
4	سبزی منڈی سنگھ پورہ	95لاکھ23ہزار911روپے	26لاکھ21ہزار500روپے
5	سبزی منڈی رائیونڈ	15لاکھ57ہزار581روپے	8لاکھ24ہزار815روپے
6	سبزی منڈی جلو موڑ	غیر فعال	غیر فعال

(د) سبزی منڈی راوی لنک روڈ، کوٹ لکھپت اور ملتان روڈ LDA کی ملکیت ہیں جبکہ سبزی منڈی رائیونڈ ٹاؤن کمیٹی کی ملکیت ہے۔ یہ ادارے اپنی شرائط پر دکان / پلاٹ کرایہ پر دیتے ہیں۔

ان منڈیوں میں تمام دکانیں آڑھتیوں کو مالکانہ حقوق پر دی جا چکی ہیں۔ البتہ سبزی منڈی سنگھ پورہ اور جلو موڑ مارکیٹ کمیٹی سنگھ پورہ کی ملکیت ہیں جن میں دکانات پنجاب ایگریکلچر پروڈیوس مارکیٹس (جنرل) رولز1979 کے قاعدہ67 کے تحت مالکانہ حقوق پر دی گئی ہیں جس کے تحت ہر منڈی میں 2/3 دکانات پہلے سے زرعی اجناس کا کام کرنے والوں کو دی گئی ہیں جبکہ باقی ماندہ دکانات بذریعہ نیلام عام کسانوں کو فروخت کی جا چکی ہیں تاہم اب ان منڈیوں میں کوئی بھی دکان یا پلاٹ قابل نیلام / الاٹ نہ ہے۔

(ہ) حکومت کی طرف سے DCO کی سربراہی میں تشکیل دی جانے والی آکشن / الاٹمنٹ کمیٹی ان دکانوں کو الاٹ یا نیلام کرتی ہے۔

گرین ٹریکٹرز کے لئے مختص بجٹ کی دیگر ضروریات کے لئے فراہمی

*3897: جناب محمد طارق امین ہوتیانہ: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے مالی سال09-2008 میں گرین ٹریکٹر سکیم کے تحت صوبہ کے کاشتکاروں کو سبسڈی پر ٹریکٹر فراہم کئے تھے تو کل کتنے ٹریکٹر کتنے کاشتکاروں کو فراہم کئے گئے تھے اور اس پر کتنی سبسڈی دی گئی تھی؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ موجودہ مالی سال10-2009 کے بجٹ میں اس مقصد کے لئے 2۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سکیم کے تحت تمام کاشتکاروں کو فائدہ نہیں ہوتا بلکہ چند کاشتکاروں کو فائدہ ہوتا ہے جس کے اثرات عام آدمی تک نہ ہوتے ہیں؟

(د) کیا حکومت مالی سال10-2009 کے بجٹ میں اس مقصد کے لئے مختص رقم سے کھاد اور دیگر ضروری اشیاء جن کی کسانوں کو ضرورت ہوتی ہے پر خرچ کر کے سستی فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ صوبہ کی تمام آبادی کو اس سے فائدہ پہنچ سکے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) مالی سال 09۔2008 میں 10 ہزار ٹریکٹر10ہزار کاشتکاروں میں ایک شفاف طریقہ سے بذریعہ قرعہ اندازی تقسیم کئے گئے جبکہ فی ٹریکٹر 2لاکھ روپے سبسڈی دی گئی۔اس طرح کل سبسڈی کی رقم 2۔ارب روپے بنتی ہے۔

(ب) جی ہاں!

(ج) یہ درست نہ ہے۔ چھوٹے کاشتکار گاؤں میں ٹریکٹرز کرائے پر حاصل کرتے ہیں۔اس طرح زیادہ ٹریکٹرز آنے سے فائدہ عام کاشتکاروں کو بھی ہوتا ہے۔

(د) فی الحال حکومت پنجاب اس طرح کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔کیونکہ 10 ہزار ٹریکٹروں پر خرچ ہونے والی سبسڈی کو اگر صرف یوریا کھاد کے لئے استعمال کیا جائے تو ایک بوری پر رعایت صرف -/20روپے بنتی ہے جبکہ اس سے کہیں زیادہ سبسڈی حکومت کھاد پر فراہم کرتی رہتی ہے۔اس سلسلہ میں حکومت کی طرف سے کھاد کمپنیوں کو گیس بھی سستی فراہم کی جاتی ہے تاکہ پیداواری لاگت کم ہو اور کاشتکاروں کو کھاد سستی مل سکے۔

گوجرانوالہ شہر میں زرعی کالج کے قیام کا مسئلہ

*3966: مسز قمر عامر چودھری: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ دیرینہ مطالبہ کے باوجود حکومت نے ابھی تک گوجرانوالہ شہر میں زرعی کالج قائم نہیں کیا؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک گوجرانوالہ میں زرعی کالج اور ایک مکمل یونیورسٹی کا قیام عمل میں لائے گی؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ہاں! یہ درست ہے کہ ابھی تک گوجرانوالہ شہر میں ایک علیحدہ سے زرعی کالج قائم نہیں کیا گیا ہے کیونکہ زرعی یونیورسٹی فیصل آباد سے الحاق شدہ کالج "آرمی پبلک کالج آف مینجمنٹ سائنسز، 4thایونیو گوجرانوالہ کینٹ" گوجرانوالہ شہر میں کام کر رہا ہے۔

(ب) ایک علیٰحدہ سے زرعی کالج کے قیام کے لئے محکمہ زراعت نے زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کی رضامندی کے ساتھ ایک تجویز محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کو feasibility study کے لئے بھجوائی ہوئی ہے جیسے ہی یہ Study متعلقہ محکمہ مکمل کرے گا اس تجویز پر عملدر آمد کے لئے اگلی کارروائی کا آغاز ہو جائے گا۔

زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے ماتحت ریسرچ سنٹر کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*4012: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کا کل رقبہ کتنا ہے۔ کتنے رقبہ پر یونیورسٹی کی بلڈنگ ہے اور کتنے رقبہ پر ریسرچ سنٹر کام کر رہے ہیں؟

(ب) زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں کس کس field میں تعلیم دی جاتی ہے؟

(ج) زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں زیر تعلیم طالب علموں کی تعداد بتائیں؟

(د) ان طالب علموں سے فیس کتنی وصول کی جاتی ہے؟

(ہ) زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں ٹیچنگ سٹاف کی اسامیاں گریڈ اور عہدہ وار بتائیں نیز کتنی اسامیاں خالی پڑی ہیں اور ان کو کب تک پر کر لیا جائے گا؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کا کل رقبہ 2173 ایکڑ ہے زرعی یونیورسٹی کی عمارت / بلڈنگ 72 ایکڑ رقبے پر ہے اور باقی ماندہ رقبہ 2101 ایکڑ پر مشتمل ہے۔ اس رقبے میں ایم ایس سی اور پی ایچ ڈی طلباء کے لئے ریسرچ سنٹر قائم ہیں۔

(ب) زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں مندرجہ ذیل فیلڈ میں تعلیم دی جاتی ہے۔

1۔ بی ایس سی (آنرز) ایگریکلچر
2۔ بی ایس سی (آنرز) ایگریکلچر اینڈ ریسورسز اکنامکس
3۔ بی ایس سی (آنرز) فوڈ سائنسز اینڈ ٹیکنالوجی
4۔ بی ایس سی اینمل سائنسز
5۔ ڈاکٹر آف ویٹرنری میڈیسن

6۔ بی ایس سی (آنرز) ہوم اکنامکس

7۔ بی ایس سی ایگریکلچر انجینئرنگ

8۔ بی ایس سی (آنرز) پولٹری سائنس (ٹوبہ ٹیک سنگھ سب کیمپس)

مندرجہ بالا مضامین میں ایم ایس سی (آنرز) اور پی ایچ ڈی لیول کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں یونیورسٹی کی سائنس فیکلٹی میں کیمسٹری بائیو کیمسٹری، فزکس، سٹیٹ (stat)، زوالوجی و فشری اور باٹنی کے مضامین میں ایم ایس سی، ایم فل، اور پی ایچ ڈی کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔

(ج) زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں زیر تعلیم طلبا کی تعداد 10810 ہے۔

(د) ان طالب علموں سے درج ذیل فیسیں وصول کی جاتی ہیں:۔

	پہلا سمسٹر		باقی سمسٹرز	
	غیر اقامتی طلباء	اقامتی طلباء	غیر اقامتی طلباء	اقامتی طلباء
انڈر گریجویٹ	18285	23325	4070	6990
ایم فل	19150	24190	4335	7255
پی ایچ ڈی	19260	24300	4445	7365

(ہ) زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں ٹیچنگ سٹاف کی اسامیوں کی گریڈ اور عہدہ وار تفصیل اور خالی اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نام اسامی	منظور شدہ اسامیاں	پر اسامیاں	خالی اسامیاں
پروفیسر گریڈ21	102	72	30
ایسوسی ایٹ پروفیسر گریڈ20	182	62	120
اسسٹنٹ پروفیسر گریڈ19	183	201	18(زائد)*
لیکچرار گریڈ18	255	220	35
کل اسامیاں	722	555	167

اس وقت 38 ایڈہاک لیکچرارز مختلف خالی اسامیوں پر کام کر رہے ہیں۔ یونیورسٹی نے مورخہ 2009-01-17 کے نیشنل پریس میں 57 لیکچرارز، 41 اسسٹنٹ پروفیسر اور 4 پروفیسر کی اسامیاں مشتہر کی ہوئی ہیں اور تعیناتی کا عمل مختلف مراحل میں ہے۔ باقی ماندہ خالی اسامیاں بھی جلد مشتہر کر کے پُر کر لی جائیں گی۔

*18 زائد اسسٹنٹ پروفیسر دوسری خالی اسامیوں پر کام کر رہے ہیں۔

زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے ماتحت ریسرچ سنٹرز و دیگر تفصیلات

*4013: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے ماتحت کتنے ادارے اور ریسرچ سنٹر کس کس جگہ کام کر رہے ہیں؟

(ب) ان اداروں اور ریسرچ سنٹرز کے مالی سال 08-2007 اور 09-2008 کے اخراجات اور آمدن بتائیں؟

(ج) ہر ادارے اور ریسرچ سنٹر کے انچارج صاحبان کے نام، عہدہ، گریڈ بتائیں نیز ان کے پاس کس کس شعبہ میں specialization کی ڈگری ہے؟

(د) ہر سنٹر اور ادارے میں کس فصل / فروٹ پر تحقیقات کی جاتی ہیں؟

(ہ) ان اداروں کی کارکردگی بتائیں کیا حکومت ان اداروں کی کارکردگی سے مطمئن ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) زرعی یونیورسٹی فیصل آباد حکومت پنجاب کا ایک خود مختار ادارہ ہے۔ زرعی یونیورسٹی کے ماتحت کوئی ادارہ کام نہیں کر رہا۔ زرعی یونیورسٹی کا ایک ریسرچ سنٹر واٹر مینجمنٹ ریسرچ سنٹر کے نام سے یونیورسٹی میں کام کر رہا ہے۔

(ب) واٹر مینجمنٹ ریسرچ سنٹر کے مالی سال 08۔2007 اور 09۔2008 کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال 08۔2007

آمدن:	1 کروڑ 27 لاکھ 86 ہزار روپے
خرچ:	1 کروڑ 27 لاکھ 72 ہزار روپے

سال 09۔2008

آمدن:	1 کروڑ 19 لاکھ 29 ہزار روپے
خرچ:	98 لاکھ 79 ہزار روپے

(ج) واٹر مینجمنٹ ریسرچ سنٹرز کے انچارج جناب پروفیسر ڈاکٹر رائے نیاز احمد ڈائریکٹر کے طور پر گریڈ 21 میں کام کر رہے ہیں اور یہ اریگیشن اینڈ ڈرینج میں پی ایچ ڈی کی ڈگری کے حامل ہیں۔

(د) واٹر مینجمنٹ ریسرچ سنٹر میں فصلات کی بجائے جدید آبپاشی کے طریقوں کو مد نظر رکھتے ہوئے فصلوں کو پانی دینے کے طریق کار پر ریسرچ کی جاتی ہے جو جدید آبپاشی کے طریقوں کو مد نظر رکھتے ہوئے فصلوں کو مناسب طریقے سے پانی دینے کے لئے تحقیق کر رہا ہے اس سنٹر میں فصلات / فروٹ پر ریسرچ نہیں کی جاتی۔

(ہ) جی ہاں! حکومت ملک کے واحد واٹر مینجمنٹ ریسرچ سنٹر کی کارکردگی سے مطمئن ہے۔ اس ادارے کے سربراہ کی زیر نگرانی ایک Bed Planting Machine ڈیزائن کی گئی ہے جو کہ نہ صرف پانی کی 50 فیصد بچت کرتی ہے بلکہ پیداوار میں بھی اضافہ کا ذریعہ ہے۔ اس ادارہ میں کھالہ جات کی بہتری، پانی کے ضیاع کو روکنا، پانی کے صحیح بہاؤ اور زمین ہموار (leveling) کرنے پر بھی ریسرچ کی جاتی ہے۔ اس ادارہ میں جاری باقی ریسرچ پراجیکٹ میں ایک اہم ترین ریسرچ Drip Irrigation پر بھی کی جارہی ہے جس سے پانی کی کمی کے مسئلے پر قابو پانے کے ساتھ ساتھ پیداوار میں بھی اضافہ ہوگا جو ملک میں خصوصاً پنجاب میں خوشحالی کا باعث بنے گا۔

لاہور میں سبزی اور فروٹ منڈیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4016: **جناب محمد نوید انجم:** کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں کتنی سبزی اور فروٹ منڈیاں کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ان سبزی اور فروٹ منڈیوں میں کتنی دکانیں ہیں، تفصیل علیحدہ علیحدہ بتائیں؟

(ج) ان دکانوں کی الاٹمنٹ کا طریق کار کیا ہے اور ان کی الاٹمنٹ کرنے کی مجاز اتھارٹی کون ہے؟

(د) ان سبزی اور فروٹ منڈیوں میں آڑھتی صاحبان کو کس شرح سے کمیشن وصول کرنے کا اختیار ہے؟

(ہ) کیا حکومت کے علم میں ہے کہ ان سبزی اور فروٹ منڈیوں کے آڑھتی / دکاندار، کسانوں سے ان کی اجناس کی فروخت پر کمیشن کے علاوہ ان سے زبردستی اجناس بھی لیتے ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) لاہور شہر میں سبزی اور فروٹ منڈیوں کی کل تعداد 5 ہے۔ منڈیوں کے نام اور جائے وقوع کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام سبزی و فروٹ منڈی	جائے وقوع
1	سبزی و فروٹ منڈی راوی روڈ	راوی لنک روڈ، لاہور
2	سبزی و فروٹ منڈی کوٹ لکھپت	کوٹ لکھپت، لاہور
3	سبزی و فروٹ منڈی ملتان روڈ	ملتان روڈ، لاہور
4	سبزی و فروٹ منڈی سنگھ پورہ	سنگھ پورہ جی ٹی روڈ، لاہور
5	سبزی و فروٹ منڈی جلو موڑ	جلو موڑ، لاہور

(ب) ان سبزی اور فروٹ منڈیوں کی تعداد 5 اور دکانوں کی تعداد 807 ہے جن کی علیحدہ علیحدہ تفصیل اس طرح سے ہے۔

نمبر شمار	نام سبزی و فروٹ منڈی	تعداد دکانات
1	سبزی و فروٹ منڈی راوی روڈ	211
2	سبزی و فروٹ منڈی کوٹ لکھپت	227
3	سبزی و فروٹ منڈی ملتان روڈ	240
4	سبزی و فروٹ منڈی سنگھ پورہ	86
5	سبزی و فروٹ منڈی جلو موڑ	43

(ج) سبزی و فروٹ منڈی راوی لنک روڈ، کوٹ لکھپت اور ملتان روڈ LDA کی ملکیت ہیں اور LDA اپنی شرائط پر دکان / پلاٹ کرایہ پر دیتے ہیں۔ البتہ سبزی و فروٹ منڈی سنگھ پورہ اور جلو موڑ مارکیٹ کمیٹی سنگھ پورہ کی ملکیت ہیں جن میں دکانات پنجاب ایگریکلچر پروڈیوس مارکیٹس (جنرل) رولز1979 کے قاعدہ67 کے تحت مالکانہ حقوق پر دی گئی ہیں اس کے تحت ہر منڈی میں دو تین دکانات پہلے سے زرعی اجناس کا کام کرنے والوں کو دی گئی ہیں جبکہ باقی

ماندہ دکانات بذریعہ نیلام عام کسانوں کو فروخت / الاٹ کی جاتی ہیں تاہم اب ان منڈیوں میں کوئی بھی دکان / پلاٹ خالی نہیں ہے۔

(د) ان سبزی اور فروٹ منڈیوں میں بروئے رول66 پنجاب زرعی پیداوار مارکیٹ (جنرل) رولز 1979 کے تحت آڑھتی صاحبان سبزی پر3.12 فیصد اور فروٹ پر2.50 فیصد شرح سے کمیشن وصول کرنے کے مجاز ہیں۔

(ہ) متعلقہ مارکیٹ کمیٹی اور حکومت کے علم میں جب بھی کسی ذریعہ سے ایسی کوئی شکایت موصول ہوتی ہے تو فوراً قانون کی خلاف ورزی کرنے والے ایسے آڑھتی / دکاندار کے خلاف بروئے سیکشن37 پنجاب زرعی پیداوار مارکیٹس آرڈیننس1978 کے تحت کارروائی کرتے ہوئے استغاثہ مجسٹریٹ درجہ اول کی عدالت میں برائے جرمانہ بھیجا جاتا ہے۔

ضلع ننکانہ صاحب، گندم کی پیداوار کے مقابلے میں انعامات دینے کی تفصیلات

*4072: جناب شاہجہان احمد بھٹی: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ننکانہ صاحب میں زیادہ گندم کی پیداوار کے competition میں کن کن زمینداروں کو انعامات دے گئے ہیں، زمینداروں کے نام، ولدیت و پتاجات سے آگاہ فرمائیں؟

(ب) اس مقابلہ کے لئے کیا طریق کار اختیار کیا گیا، مکمل ریکارڈ معزز ایوان میں فراہم کیا جائے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع ننکانہ صاحب میں جن کاشتکاروں کو پیداواری مقابلہ زیادہ گندم اگاؤ مہم09-2008 میں انعامات دیئے گئے ہیں ان کے نام ولدیت اور ایڈریس بمطابق نوٹیفکیشن نمبرSG/3596 مورخہ 2009-6-01 ازاں کمشنر صاحب لاہور ڈویژن لاہور، تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) طریق کار:

پیداواری مقابلہ زیادہ گندم اگاؤ مہم 09۔2008 کے سلسلہ میں وہی طریق کار اختیار کیا گیا جو کہ حکومت پنجاب محکمہ زراعت نے وضع کیا تھا اور بذریعہ چٹھی نمبری (reward) SOA(Ext)7-5/2008 مورخہ 8-4-2009 دفتر ھذا میں وصول ہوا۔

ریکارڈ کے ضمن میں عرض ہے کہ ضلع ننکانہ صاحب میں دستیاب وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے وسیع پیمانے پر تشہیر کی گئی جس کے نتیجہ میں مندرجہ ذیل تعداد میں درخواستیں موصول ہوئیں۔

نمبر شمار	نام تحصیل	درخواستوں کی تعداد
1	ننکانہ صاحب	1329
2	شاہ کوٹ	120
3	سانگلہ ہل	152
4	صفدر آباد	235
5	میزان	1836

برائے کٹائی گندم منتخبہ پلاٹس، مرکز اور تحصیل لیول کی کمیٹیاں منجانب ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر زراعت ننکانہ صاحب تشکیل دی گئیں اور بروئے مراسلہ نمبری Agri/NNS /EDO/64-858 مورخہ 13-4-2009 افسران بالا اور کمیٹی ممبران کو مطلع کیا گیا۔

تحصیل کی سطح پر تشکیل کردہ کمیٹیوں نے ہر مرکز سے 10 بہترین منتخب پلاٹس کی موقع پر سائنسی بنیادوں پر کٹائی کرکے پیداواری نتائج ضلعی کمیٹی ننکانہ صاحب کو ارسال کر دیئے۔

ضلعی کمیٹی کے معزز ارکان کو پیداواری مقابلہ گندم 09۔2008 کے سلسلہ میں صرف تین درخواستیں تحصیل کمیٹیوں کے خلاف موصول ہوئیں جن پر فیصلہ کیا گیا اور شکایات کا ازالہ کیا گیا۔

علاوہ ازیں کسی قسم کی کوئی شکایت کسی دفتر یا عدالت میں نہ ہے تمام درخواست گزاروں کی دادرسی کر دی گئی ہے۔ تقریب تقسیم انعامات میں جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے جناب محمد برجیس طاہر ممبر قومی اسمبلی کو بطور مہمان خصوصی نامزد کیا تھا اور اس کی اطلاع برائے انتظامات بذریعہ چٹھی نمبرDGA(Ext/PA/57-3654 مورخہ 27-6-2009 منجانب افسران بالا موصول ہوئی تھی جس پر عمل کیا گیا۔

مذکورہ مہم کے اختتام پر کامیاب کاشتکاروں میں انعامات تقسیم کرنے کی باوقار تقریب مورخہ 2009-08-01 کو ضلعی حکومت ہال ننکانہ صاحب میں منعقد ہوئی جس میں درج ذیل معزز ارکان قومی وصوبائی اسمبلی نے شرکت کی۔

نمبر شمار	نام	ممبر قومی وصوبائی اسمبلی
1	محمد برجیس طاہر	ممبر قومی اسمبلی (مہمان خصوصی)
2	رائے محمد اسلم خان کھرل	ممبر صوبائی اسمبلی
3	طارق محمود باجوہ	ممبر صوبائی اسمبلی
4	سید ابرار حسین شاہ	ممبر صوبائی اسمبلی

کپاس پر وائرس کے حملے کی روک تھام کے لئے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیلات

*4195: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ رواں سال پنجاب میں کپاس کی فصل پر پتا لپیٹ وائرس کے شدید حملہ کے باعث پیداواری ہدف مشکل ہو گیا ہے اور کسانوں نے وائرس سے متاثر لاکھوں ایکڑ اراضی پر ہل چلا دیئے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ 82.30 فیصد کپاس لیف کرل وائرس سے متاثر ہوئی ہے جو گزشتہ سال سے دُگنی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ بورے والا، وہاڑی، میاں چنوں، میلسی، پاکپتن، چیچہ وطنی، ملتان، جلال پور پیر والا، بہاولنگر، چشتیاں، کمالیہ، علی پور، لیہ اور ساہیوال کے علاقے وائرس کے حملہ سے سب سے زیادہ متاثر ہوئے ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ سفید مکھی اور دیگر کیڑوں کا حملہ گزشتہ سال کی نسبت زیادہ ہوا ہے اور اس کے تدارک کے لئے استعمال ہونے والی ادویات بے اثر ہو چکی ہیں؟

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت نے کپاس کی فصل کو وائرس سے بچانے کے لئے کون سے خصوصی اقدامات اٹھائے ہیں آگاہ فرمائیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) رواں سال10-2009پنجاب میں کپاس کی فصل پر پتالپیٹ وائرس کا حملہ ہوا جس سے کپاس کی پچھیتی فصل زیادہ متاثر ہوئی اور کاشتکاروں نے کپاس کی فصل ختم کر کے دیگر فصلیں کاشت کر دیں۔

(ب) محکمانہ سروے تخمینہ جات کے مطابق تقریباًدرست ہے۔

(ج) محکمانہ سروے تخمینہ جات کے مطابق کسی حد تک درست ہے۔

(د) یہ درست ہے کہ اس سال سفید مکھی اور سبز تیلے کا حملہ گزشتہ سال کے مقابلے میں زیادہ رہا ہے تاہم ان کے تدارک کے لئے استعمال ہونے والی مؤثر ادویات مارکیٹ میں موجود ہیں۔

(ہ) جی ہاں! حکومت نے کپاس کی فصل کو لیف کرل وائرس سے بچانے کے لئے ایک مربوط حکمت عملی ترتیب دی جس کے تحت کسانوں کو درج ذیل سفارشات پر عمل کرنے کو کہا گیا۔

- کھیت کو جڑی بوٹیوں سے مکمل طور پر پاک رکھیں۔
- متاثرہ پودوں کو چھدرائی کے وقت احتیاط سے تلف کریں۔
- کپاس پر سفید مکھی کا حملہ معاشی حد سے نہ بڑھنے دیں۔کیونکہ وائرس کا اصل موجب سفید مکھی ہے۔
- سپرے کے لئے چپٹی یعنی فلیٹ فین کون ہرگز استعمال نہ کریں۔
- فصل کو خشک نہ ہونے دیں۔
- سفید مکھی کے حیاتیاتی انسداد کے لئے کرائی سوپرلا (دوست کیڑوں کے لئے) کے کارڈ جو کہ ساہیوال، وہاڑی اور اوکاڑہ کی تجربہ گاہوں میں موجود ہیں وہاں سے حاصل کر کے کھیتوں میں لگائے جائیں۔
- وائرس کے vector یعنی سفید مکھی کی نسل کو کنٹرول میں رکھنے کے لئے کپاس کے ساتھ ساتھ دیگر فصلات پر سفید مکھی کی management جاری رکھیں تاکہ وائرس کے پھیلاؤ کو روکا جاسکے۔
- پنجاب ایگریکلچر ریسرچ بورڈ (PARB) کے زیر انتظام کاٹن کی بیماریوں کے تدارک کے لئے دو ریسرچ پراجیکٹس امریکہ اور کینیڈا کی یونیورسٹیوں کے تعاون سے شروع کئے گئے ہیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

ایجنڈا پر تلاوت قرآن حکیم وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ کی بجائے صرف دو الفاظ تلاوت اور نعت تحریر کرنے کا مطالبہ

وزیر خوراک(چودھری عبدالغفور):پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:جی،چودھری عبدالغفور صاحب!

وزیر خوراک(چودھری عبدالغفور)شکریہ۔ جناب سپیکر!اسمبلی اجلاس کے لئے جاری ہونے والا ایجنڈا اور اسمبلی اجلاس کی فہرست کارروائی تمام ممبران کے سامنے رکھی جاتی ہے۔اس کے top پر اگر دیکھیں تو لکھا ہوتا ہے کہ تلاوت قرآن حکیم وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ۔میری بڑی مؤدبانہ گزارش ہے کہ تلاوت سے مراد تلاوت قرآن حکیم ہی ہے تو یہاں سے قرآن کا لفظ اور اس سے آگے نعت رسول مقبول ﷺ اس پر لکھا ہوتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر:یہ درستی کردی جائے۔شکریہ

وزیر خوراک(چودھری عبدالغفور):اس کو پرنٹ نہ کیا جائے۔Sometime یہ نیچے گر جاتے ہیں، Sometime racks میں۔۔۔

جناب سپیکر:پھر وہ کیا کریں،وہ بتائیں؟

وزیر خوراک(چودھری عبدالغفور):جناب سپیکر!اس کے لئے درخواست یہی ہے کہ تلاوت اور نعت کے صرف دو لفظ add کر دیئے جائیں۔باقی جو رسول مقبول ﷺ کا نام گرامی لکھا ہوتا ہے،چونکہ نعت کے لئے یہ understood ہے کہ یہ نعت رسول مقبول ﷺ ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات:جناب سپیکر!انہوں نے بالکل ٹھیک کہا ہے۔میں ان کو second کرتی ہوں۔

جناب سپیکر:چلیں جی،اس کو نوٹ کریں۔میاں محمد رفیق صاحب!آپ کسی پوائنٹ آف آرڈر پر آئے تھے۔ان کے بعد محترمہ آمنہ الفت کی باری ہے۔

میاں محمد رفیق:جناب سپیکر!میری آپ کی وساطت سے یہ گزارش تھی کہ آج سپلیمنٹری سوالات پر جو پابندی لگائی گئی ہے،میری سمجھ سے یہ باہر ہے کیونکہ بہت سارے اہم سوالات ایسے تھے۔۔۔

جناب سپیکر:آپ کسی ادارے میں داخلہ لے لیں جہاں آپ کو سمجھ آسکے۔آپ کی مہربانی۔۔۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں نے داخلہ تو لیا ہوا ہے۔ آپ سے سیکھتا ہوں۔ آج اتنے اہم سوالات تھے۔۔۔

جناب سپیکر: تمام ہی سوالات اہم ہوتے ہیں اس میں کوئی شک نہیں ہے۔

میاں محمد رفیق: ان میں کافی جوابات نہیں آنے دیئے گئے کیونکہ پابندی لگا دی گئی پانچ منٹ کی، چھ منٹ کی۔ اس میں پھر کتنے سوالات آسکتے تھے؟

جناب سپیکر: جی، محترمہ آمنہ الفت!

یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز لاہور کے ملازمین کے بارے میں وزیراعلیٰ کی یقین دہانی کے باوجود رپورٹ کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ وعدہ خلافی اگر اس floor پر ہو تو وہ انتہائی بری بات ہے۔ جب پورے صوبہ کا سربراہ ایک وعدہ کرکے اس پر پورا نہ اترے تو سب کی نگاہیں اس طرف لگی ہوتی ہیں۔ یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز کے لئے وزیراعلیٰ صاحب نے اسی floor پر کھڑے ہو کر کہا تھا جب اشرف سوہنا صاحب نے point raise کرتے ہوئے ان لوگوں کے لئے کہا تھا جو بچے لے کر سڑک پر کھڑے ہوئے ہیں کہ ان کی تقدیر کا فیصلہ کیا جائے۔ ان کو تنخواہیں نہیں مل رہیں، وہ آج اپنے بچے لے کر اپنے روزگار کے لئے سڑک پر کھڑے ہوئے ہیں۔ وزیراعلیٰ صاحب نے یہیں floor پر کھڑے ہو کر وعدہ فرمایا تھا کہ دو دن بعد میں اس کی رپورٹ خود اسمبلی کے floor پر پیش کروں گا۔ آج سب اسی حوالے سے ان پر نظریں لگائے بیٹھے ہیں اور جب وہ دو دن بعد آئے تو میں نے ان کو اس floor پر کیا ہوا وعدہ یاد دلانے کی کوشش کی لیکن اس سے پہلے وہ ہاؤس سے جا چکے تھے۔ میں آپ کے توسط سے چاہتی ہوں کہ یہاں پر وزیر قانون صاحب بھی تشریف فرما ہیں، باقی تمام ممبران بھی ہیں، اوپر میڈیا بھی دیکھ رہا ہے اور یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز کے لوگ آج بھی باہر کیمپ لگا کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ تپتی ہوئی دھوپ میں کھڑے ہیں اور ان کے بال بچے سب نگاہیں لگا کر کھڑے ہوئے ہیں کہ کب ان کی تقدیر کا فیصلہ ہو گا، ان کے گھر میں کب proper طریقے سے چولہا جل سکے گا، ان کو کب تنخواہیں ملیں گی اور ان کے بچوں کی فیسیں کب سکولوں میں جمع ہو سکیں گی؟ یہ بہت بڑا سوالیہ نشان ہے۔ وہ

پورے پورے خاندان لے کر یہاں بے روزگاری کے عالم میں مال روڈ پر اتنی مدت سے کیمپ لگا کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ اپنے حقوق کے مطالبے کے لئے ہر روز کھڑے ہوتے ہیں، ہر روز ہمیں روکتے ہیں، ہر روز احتجاج کرتے ہیں اور ہر روز میڈیا کے سامنے کھڑے ہو کر اپنا سوال پیش کرتے ہیں۔ اس کے لئے ہم اتنی بے حسی کا مظاہرہ کریں کہ حکومت کے کان پر جوں رینگے اور نہ ہمارا کچھ بال بیکا ہو۔ یہ ظلم نہیں تو اور کیا ہے، یہ ناانصافی نہیں تو اور کیا ہے؟ اس کے لئے کون آواز بلند کرے گا اور کون ان کے لئے آگے بڑھ کر کام کرے گا؟ میری آپ سے استدعا ہے کہ براہ مہربانی یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز کے ملازمین کے لئے کچھ نہ کچھ کیا جائے اور اس کی رپورٹ جیسا کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے وعدہ کیا تھا اس کو یہاں House میں پیش کیا جائے۔ میں اس کے لئے پُر زور احتجاج کرتی ہوں۔ خدارا اس کے لئے آپ کی طرف سے بھی کوئی نہ کوئی comments آنے چاہئیں، آپ کی طرف سے بھی کوئی نہ کوئی بات آنی چاہئے تاکہ وہ لوگ اپنے درد کا مداوا کر سکیں اور اپنے بچے لے کر تپتی ہوئی دھوپ میں کھڑے ہونے کی بجائے اپنے گھروں میں جا سکیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: یہ تقریر کا آدھا حصہ ہے، ابھی آدھی انہوں نے پھر کرنی ہے۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں! لاء منسٹر صاحب! ان کے بعد آپ ان کی بات کا جواب دیں گے۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! اس وقت پنجاب سپورٹس بورڈ کے Daily Wages ملازمین کو فارغ کیا جا رہا ہے۔ یہاں منسٹر سپورٹس بھی موجود ہیں میں یہ جاننا چاہ رہا ہوں کہ اس میں حکومت کی کیا پالیسی ہے اور Daily Wages ملازمین کو کیوں فارغ کیا جا رہا ہے؟ میں بھی جاننا چاہ رہا ہوں اور یہ ایوان بھی جاننا چاہ رہا ہے کہ اتنے ملازمین جن کے چولہے جل رہے ہیں اور وہ روزگار پر لگے ہوئے ہیں ان کو فارغ کرنے میں حکومت کی کیا پالیسی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر سپورٹس!

وزیر کھیلیں / امور نوجوانان و ثقافت (جناب تنویر الاسلام): شکریہ۔ جناب سپیکر! پنجاب سپورٹس بورڈ کے جو Daily Wages ملازمین ہیں کسی کو بھی فارغ نہیں کیا جا رہا ہے۔ یہ سفارش محکمے کی طرف سے آئی تھی لیکن اس کو reject کیا جا چکا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب پرویز رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: رفیق صاحب! پہلے ماجدہ زیدی صاحبہ ہیں پھر ان کے بعد آپ کی باری ہے۔ محترمہ! صرف پوائنٹ آف آرڈر ہونا چاہئے کوئی speech نہیں ہونی چاہئے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: شکریہ۔ جناب سپیکر! بڑی چھوٹی سی بات ہے۔ میں آپ کی توجہ یہاں پر ایک ایسے فیصلے کی طرف دلانا چاہتی ہوں جو کچھ عرصہ پہلے اس معزز ایوان میں کیا گیا تھا۔ یہاں پر رانا ثناء اللہ صاحب کے غیر قانونی پلازے کے لئے ایک کمیٹی بنائی گئی تھی لیکن آج تک میرے خیال میں اس کی کوئی میٹنگ ہوئی ہے اور نہ ہی اس کی کوئی رپورٹ پیش ہوئی ہے۔ میرا خیال ہے کہ پوری قوم اور یہ ایوان جاننا چاہتا ہے کہ اس پلازے کی کہانی کیا ہے؟

جناب سپیکر: یہ کہانی آپ کو آپ کے لیڈر آف دی اپوزیشن بتائیں گے۔

محترمہ فوزیہ بہرام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر خاص طور پر آپ کے لئے ہے۔ میں ایک شعر پڑھنا چاہتی ہوں کیونکہ آپ نے مجھے ایک خط لکھا ہے۔ خط کا جواب خط ہی ہوتا ہے لیکن میں اس کا شعر میں جواب دیتی ہوں۔ اس کے علاوہ لیڈر آف اپوزیشن چودھری ظہیر الدین صاحب کے لئے یہ شعر ہے، راجہ ریاض صاحب کے لئے یہ شعر ہے، سید ناظم حسین شاہ صاحب کے لئے اور وزیر خزانہ تنویر اشرف کائرہ صاحب کے لئے یہ شعر ہے۔ کیونکہ میں خط کا جواب خط میں نہیں دے سکتی تو میں نے کہا شعر میں جواب دوں اور خاص طور پر یہ آپ کے لئے ہے۔

کیوں زیاں کار بنوں سود فراموش رہوں
فکر فردا نہ کروں محو غم دوش رہوں

معزز اراکین: دوبارہ سے، مکرر، مکرر۔۔۔

محترمہ فوزیہ بہرام: ٹھیک ہے۔

کیوں زیاں کار بنوں سود فراموش رہوں
فکر فردا نہ کروں محو غم دوش رہوں

نالے بلبل کے سنوں اور ہمہ تن گوش رہوں
ہمنوا میں بھی کوئی گل ہوں کہ خاموش رہوں

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب پرویز رفیق!

جناب پرویز رفیق: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اس ایوان میں اور خاص طور پر وزیر قانون صاحب کی توجہ چاہتا ہوں۔ ہم بڑا دعویٰ کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ یہ جمہوری حکومت ہے۔ کسی ایسے شخص کو جو آئین کو violate کرے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ہر روز اپنی سیٹ بدل لیتے ہیں، اس کی کیا وجہ ہے؟

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! پہلے آپ میری بات تو سن لیں۔

جناب سپیکر: جی۔

ہولی فیملی ہسپتال راولپنڈی کے سپرنٹنڈنٹ کی جانب سے بھرتی کے اشتہار میں آئین کی دفعہ 27 کی خلاف ورزی

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! آئین کی severe violation کی گئی ہے۔ میں آپ کو آئین کا آرٹیکل 27 پڑھ کر سنا رہا ہوں

27(1). No citizen otherwise qualified for appointment in the service of Pakistan shall be discriminated against in respect of any such appointment on the ground only of race, religion, caste, sex, residence or place of birth:

یہ 3۔جولائی کو ملازمتوں کے سلسلہ میں میڈیکل سپرنٹنڈنٹ ہولی فیملی ہسپتال راولپنڈی جو پہلے کرسچئن انتظامیہ ہی run کرتی تھی انہوں نے ایک اشتہار دیا ہے اور کافی ساری announce vacancies کی ہیں۔ یہاں دو vacancies announce کی ہیں جو Sanitary Workers اور Sweepers کی ہیں۔ اس پر criteria یہ لکھا گیا ہے کہ:

Primary School Certificate from a recognized school. Only non-Muslim persons who belong to minority will accommodated.

میں ان میڈیکل سپرنٹنڈنٹ صاحب کی بڑی مہربانی سمجھتا ہوں کہ انہوں نے باقی ساری ملازمتوں میں تو اس طرح کی کوئی تحریر نہیں لکھی بلکہ صرف خاکروب اور Sweeper کی ملازمت کے آگے کرسچئن اور غیر مسلم کا لفظ لکھ کر یہ Citizen of Pakistan کی majorities کے لوگوں کو بھی روکا گیا ہے۔ it is a severe violation of rule میری گزارش ہے کہ اس بندے کو terminate کیا جائے اور اس کے خلاف انکوائری لگائی جائے اور جتنے بھی ایسے اشتہار دینے والے ہیں جو سرکاری ملازمتوں میں ہیں ان کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں شکر گزار ہوں کہ گورنمنٹ آف پنجاب نے بھی پانچ فیصد کوٹا اقلیتوں کے لئے ملازمتوں میں رکھا ہے لیکن اس پر بھی عملدرآمد نہیں ہو رہا اور جو ہمارے کھاتے میں ڈالی وہ صرف sweeper کی نوکریاں ہیں اور یہ اشتہار mentality and attitude show کر رہا ہے۔میری آپ کی وساطت سے وزیر قانون صاحب سے گزارش ہے کہ اس بندے کے خلاف ایکشن لیا جائے اور حکومت تمام سرکاری محکمہ جات کے دفاتر کو یہ ہدایت جاری کرے کہ اس طرح کا کوئی بھی اشتہار آئندہ وہ پرنٹ نہ کریں جس سے کسی بھی شہری کی دلآزاری ہو اور کسی بھی شہری کا ملازمت میں بنیادی حق مارا جائے۔شکریہ

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ان کی بات کا جواب آنے دیں۔ جی، رانا صاحب! آپ سے دو باتوں کا جواب چاہئے، ایک تو محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کا ہے۔۔۔

وزیر قانون وپارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! جو معاملہ محترمہ آمنہ الفت صاحبہ نے اٹھایا ہے اس کی مکمل تفصیل میرے پاس نہیں ہے لیکن اس عرصے میں وزیر اعلیٰ پنجاب نے جو وعدہ ایوان میں کیا تھا اس کے متعلق انہوں نے متعلقہ حکام سے کہا تھا کہ اس معاملے کو آپ جلد سے جلد حل کر کے اس رپورٹ کو پیش کریں۔ اس میں دراصل ان لوگوں کی ملازمت کا معاملہ نہیں ہے غالباً وہ کنٹریکٹ پر کام کر رہے ہیں اور شاید وہ چاہتے ہیں کہ ان کو مستقل کیا جائے لیکن اس سلسلے میں جو بھی رپورٹ مرتب ہوئی ہے وہ انشاءاللہ میں ایک دو روز میں ایوان میں پیش کر دوں گا۔ باقی جو میرے بھائی پرویز صاحب نے بات کی ہے تو اس سلسلے میں فی الحال میرے پاس کوئی معلومات نہیں ہیں تو میں انہیں اپنے چیمبر میں کل انشاءاللہ اس بارے میں پوری طرح سے brief کر دوں گا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نہیں۔ جی، اعجاز شفیع صاحب!

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میں ایک بڑے اہم مسئلہ کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ چند ہفتے پہلے جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے گلبرگ اور گڑھی شاہو کے علاقوں میں جو ایک قبضہ مافیا کے پاس پٹرول پمپ کی قیمتی اراضی تھی جن کی لیز سالہاسال سے چل رہی تھی اس میں ہماری بیوروکریسی اور بہت سارے دوسرے ملازمین بھی involved تھے۔

جناب سپیکر: جی، اس سے متعلقہ منسٹر صاحب!۔۔۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب بھی اس کا جواب دے دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب! غور سے سنئے گا۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! یہ بڑا appreciable step تھا کہ وہی پراپرٹی جس کی لیز ایک سال میں ایک لاکھ یا ڈیڑھ لاکھ تھی اب وہ کروڑوں میں گئی ہے۔

جناب سپیکر: کیا، کہاں اور کس جگہ کی؟

جیل روڈ لاہور، ممنوعہ جگہ پر سی این جی سٹیشن کی منظوری

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! گلبرگ اور گڑھی شاہو میں جو رقم وہ لیز کی مد میں پچھلے تیس تیس سال سے ایک لاکھ یا ڈیڑھ لاکھ کی دے رہے تھے اب وہ کروڑوں میں گئی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت قابل تعریف step تھا کہ ان کی open auction میڈیا کی موجودگی میں کی گئی اور آپ نے دیکھا کہ ان کی auction کروڑوں میں گئی ہے۔ اس کے باوجود اب بھی ہمارے محکموں میں کئی جگہ کالی بھیڑیں موجود ہیں۔ میں آپ کی توجہ جس مسئلہ کی طرف دلانا چاہ رہا ہوں۔ لاہور کالج فار وومن جیل روڈ کے ساتھ ایک CNG Station کی approval دی گئی ہے وہ CNG Station مکمل ہو گیا ہے اور اس پر سیل شروع ہو چکی ہے لیکن آج تک اس کی commercialization fee نہیں دی گئی اور جیل روڈ وہ جگہ ہے جس کو آج سے نہیں بلکہ پچھلے دس بارہ سال سے negative list میں دیا گیا ہے کہ وہاں پر پٹرول پمپ لگے گا اور نہ ہی کوئی CNG Station کی approval دی جائے گی لیکن 25-03-2009 کو ایک دن کے لئے اس کی commercialization اور NOC دینے کی approval اوپن کی گئی اور اسی دن اس کی approval دے کر دوبارہ اس کو بند کر دیا گیا۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس میں جو انتہائی افسوسناک بات ہے کہ یہ میرے پاس documents ہیں اور بعد میں یہ matter چیف سیکرٹری صاحب کے پاس گیا اور چیف سیکرٹری صاحب کا آرڈر ہے کہ for cancellation of permission which is obtained through influence کہ جو permission دی گئی تھی وہ کسی پریشر کی وجہ سے دی گئی تھی اس کو cancel کیا جائے اور یہ آرڈر 09-07-2009 کے ہیں لیکن اس کے باوجود اس کی تعمیر جاری رہی، اس کے اوپر کام ہوتا رہا اور سب سے زیادہ جہاں میں سمجھتا ہوں کہ جو گورنمنٹ کو نقصان ہوا ہے وہ یہ ہے

کہ اس میں Commercialization Fee ایک چھوٹی سڑک bird wood کے نام پر اس کی 17لاکھ فیس دی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ جہاں پنجاب حکومت، وزیر اعلیٰ پنجاب اور ہم سب لوگ جو پنجاب کی بہتری کے لئے اقدامات کر رہے ہیں آج بھی بہت ساری کالی بھیڑیں ہمارے اندر موجود ہیں کہ انہوں نے یہ کرپشن کر کے اس کا NOC دیا اور NOC اس جگہ کا دیا جہاں پر اس کی اجازت ہی نہیں ہے اور وہ جگہ negative list میں شامل ہے تو اس پر میں پورے ہاؤس اور لاء منسٹر صاحب سے آپ کے توسط سے گزارش کروں گا کہ اس معاملہ پر بے شک House کی کمیٹی بنائیں اور وہ اس کی باقاعدہ انکوائری کرے اور جو لوگ اس کے ذمہ دار ہیں چاہے وہ LDA Office کے ہیں، چاہے وہ DCO Office کے ہیں یا وہ کسی اور محکمہ کے ہیں ان کے خلاف ایکشن کیا جائے۔ اگر اس طرح کے معاملات لاہور کے اندر ہوتے رہیں تو ہم بیورو کریسی اور دوسرے مافیا سے کس طرح جان چھڑائیں گے؟ شکریہ

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! اعجاز شفیع صاحب نے جو point اٹھایا ہے یہ بالکل valid point ہے---

جناب سپیکر: آپ کیسے بول رہی ہیں؟ میں نے تو آپ کو اجازت ہی نہیں دی، آپ تشریف رکھیں۔ جی، ڈاکٹر سامیہ امجد! رانا صاحب یہ ذرا غور سے سنئے گا۔

محکمہ صحت کا ایف ایس سی اور O level کے طالب علموں کو میڈیکل داخلے کے لئے انٹری ٹیسٹ میں مساوی تسلیم کرنا

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! F.Sc students میڈیکل کالج میں داخلہ لینے کے لئے entrance exam دیتے ہیں، اس میں تیس سوال انگریزی کے ہوتے ہیں جن کے نمبروں کی weightage جو ہے وہ 150 سے 180 ہے۔ اس دفعہ O-level اور A-level یعنی Cambridge University کے جو بچے انگریزی کا امتحان پاس کر کے وہاں کی ڈگری لیتے ہیں ان کو F.Sc کی انگریزی کے ساتھ equate کیا جا رہا ہے اور ان کے لئے انگریزی کا سپیشل پرچہ hold کیا جائے گا۔

جناب سپیکر! یہ انگریزی کا پرچہ O-Level students ایک higher level انگلش میں تعلیم حاصل کرنے کی وجہ سے اس میں زیادہ نمبر لیں گے اور ایف ایس سی کا امتحان جو پاکستان کا امتحان ہے اس میں یہ 150 اور 180 نمبر کی weightage ہے وہ ایک بہت بڑا تختہ مشق بن جائے گا اور کئی سٹوڈنٹ جو پاکستان کی یونیورسٹی، کالج یا بورڈ سے پاس کرتے ہیں تو ان کے لئے یہ بہت بڑی زیادتی ہوگی۔ سائنس کے امتحانات جس میں فزکس کیمسٹری اور بائیو کیمسٹری ،میڈیکل کالجز کی studies اور science as a language ہے وہ ایک الگ چیز ہے، وہ امتحان کا criteria تھا اور یہ انگریزی کے پرچہ کو 20 تاریخ کو الگ hold کر کے امتحانوں میں مشتہر کر دیا گیا ہے اس پر stay لینے کی باتیں اور جو ایک اضطراب پایا جاتا ہے اس کو روکا جائے کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ University Cambridge اور A-Level کی انگریزی جو پڑھائی جاتی ہے۔ اس میں ہم ایک نیا پنڈورہ باکس کھول رہے ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے ہیلتھ سے متعلقہ بات کرنا چاہتی ہوں۔ شہباز شریف صاحب خود اس چیز کو handle کرتے ہیں، ایف ایس سی کے students کی کئی جگہ پر Entry Test کے لئے ہزاروں، لاکھوں روپے ان کے parents فیسیں دیتے ہیں۔ اس میں انگریزی کا مضمون انگلینڈ سے ،وہ کہاں سے لا کر پڑھائیں ان کے لئے entrance exam کی تیاری کروانے کے لئے تیس سوالات کا الگ پرچہ نہیں ہونا چاہئے۔ میں آپ سے پوائنٹ آف آرڈر پر یہ درخواست کروں گی کہ ہیلتھ سے متعلقہ جو بھی شخص responsible ہے وہ اس کو دیکھے۔ اخبار "The News" میں بھی آج اس کی بڑی تفصیلی رپورٹ شائع ہو چکی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! ان کی بات کا جواب آنے دیں، کیا کر رہی ہیں؟

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ میں بھی ہیلتھ کے متعلق بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: ان کی بات تو پہلے سُن لیں۔ ان کی بات کا جواب آنے دیں پھر اس کے بعد سُنیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ دونوں معاملات جن کا تذکرہ محترمہ ڈاکٹر صاحبہ اور محترم اعجاز شفیع صاحب نے کیا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ importance کے معاملات ہیں تو یہ تحریری طور پر مجھے دے دیں تا کہ متعلقہ ڈیپارٹمنٹس سے جواب لے کر اس کے اوپر مؤثر قسم کی حکمت عملی اپنائی جا سکے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں نے ملک ندیم کامران صاحب کو submit کروادیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): ٹھیک ہے، اس کا کل متعلقہ ڈیپارٹمنٹ سے جواب لے لیا جائے گا۔

ڈاکٹر اسد اشرف: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب کوئی جواب دینے کے لئے آ گئے ہیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ایک منٹ ذرا میں ان کی بات سن لوں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! اس میں، میری گزارش ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: اعجاز شفیع صاحب! آپ رانا صاحب سے رابطہ کریں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ان کے پاس ٹاسک فورس موجود ہے۔ اس ڈیپارٹمنٹ کا ہیڈ جواب دے اس طرح سے نہیں یہ ایف ایس سی کے طلباء کے مستقبل کا سوال ہے۔

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، وہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہ رہے ہیں۔ جی۔

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! I am as a member on a point of order. یہ دو بہت important issues ہیں۔ ایک تو UHS employees of کا ہے، پہلے تو میں یہ بات واضح کر دوں کہ UHS کے employees کی contract appointment تھی جو کہ performance based تھی، regular scales نہیں تھے۔ یہاں پر Sweeper کو 12 سے 15 ہزار روپے اور ایک جونیئر کلرک کو 25 سے 30 ہزار

روپے تک دے رہے تھے اور وہاں پرGovernors independent Board of ہے جس میں ریٹائرڈ ججز، پروفیسرز اورelected representatives ہیں۔ یہ سارےcases وہ ہر سالreview کرتے ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جو وہاں بیٹھے ہوئے ہیں جن کے خلافSecrecy Department اور دوسرےdepartments سےserious allegations and complaints تھیں ان کےcases جو ہیںBoard of Governors نے بار بار review کئے ہیں اور انہوں نے159 میں سےmajority،90 فیصد لوگوں کو ان کیappeal اور ان کیrequisition پر واپس لیا گیا لیکن یہ اب جو10 فیصد کے قریب لوگ ہیں یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے بڑیserious کوتاہی برتی ہےeven کہ انہوں نے آپ کےSecrecy Department میںmalfunctioning کی ہے تو یہ وہ چندcases ہیں، Board of Governors independent board ہے اس میں، جیسا کہ میں نے پہلے کہا کہ ریٹائرڈ ججز، Senators elected representatives، ریٹائرڈ اورsitting Professors of Medicine and Surgery ہیں جنہوں نے یہ فیصلے کئے ہیں۔ پہلی بات تو میں یہ کہوں گا کہ اس دفعہ جو انٹری ٹیسٹ20۔جولائی کو ہو رہا ہے اس میں ایف ایس سی کے چالیس ہزار سٹوڈنٹسappear ہو رہے ہیں جنہوں نےPart-I پاس کیا ہوا ہے۔ پنجاب میں تیس سنٹر ہیں، پنڈی میں پانچ سنٹر، ملتان میں چار، لاہور میں چھ، فیصل آباد میں تین، ڈیرہ غازی خان، بہاولنگر چکوال، گوجرانوالہ اور سیالکوٹ میں سنٹر رکھے گئے ہیں۔ ان کےparents کیorientation کر رہے ہیں اور آپ نے اخبارات میں دیکھا ہو گا کہ الحمراء میں کل بھی ہزاروں والدین آئے تھے کسی نےA-level اورEnglish کی بات نہیں کی۔ یہ باشعور اور پڑھے لکھے لوگ ہیں۔ دنیا میں ہر جگہ اس طرح ہوتا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ غلط بیانی ہے۔Sir, I protest.

DR. ASAD ASHRAF: Let me complete.

جناب سپیکر: نہیں، آپ ان سے کیوں بات کر رہے ہیں؟

ڈاکٹر اسد اشرف: میں جواب نہیں دے رہا، میں بات کر رہا ہوں۔ I'm just clarifying the position.

ڈاکٹر سامیہ امجد: نہیں، جناب سپیکر! یہ کیا بات ہوئی؟ یہ مجھے جھوٹا کہہ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کیا کرتی ہیں، آپ کس حیثیت میں بات کر رہی ہیں؟ آپ بیٹھیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ مجھے جھوٹا کہہ رہے ہیں۔ یہ کیاclaim کر رہے ہیں کہ کوئی parents نہیں آئے۔ میرے پاسparents آئے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! میں نے آپ کوfloor نہیں دیا۔

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں آپ سے مخاطب ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا ہے۔ ایک معزز رکن جو دوسری بار یہاں پر آیا ہے اور پہلے بھی بڑے عہدے پر رہ چکا ہے کیا اسے یہ زیب دیتا ہے کہ وہ ڈیڑھ گھنٹہ اوپر بیٹھ کر صحافیوں سے لقمے لے کر نیچے آئے۔ پنجاب حکومت کی طرف سے چالیس ہزار طلباء وطالبات میں کسی سے کوئی انٹری فیس نہیں لی جائے گی۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، گھرال صاحب!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! پنجاب اسمبلی کے باہر تاجر احتجاج کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کیا کہہ رہی ہیں؟ مجھے سمجھ نہیں آ رہی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! تاجر پنجاب اسمبلی کے باہر احتجاج کر رہے ہیں، رائیونڈ سے لے کر خیابان چوک تک فرد واحد کی security کا نام لے کر تین سو دُکانیں seal کر دی گئیں۔ وہاں پر بیکریاں بھی ہیں، چھوٹے چھوٹے کھوکھے بھی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ایسی باتیں نہ کیا کریں۔ آپ کی مہربانی۔ ان کا جو احتجاج ہو گا وہ ہم سُن لیں گے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! بطور اپوزیشن میں ان کے ساتھ احتجاج میں شریک ہونے جا رہی ہوں۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میری ایک گزارش سُن لیں۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: اعجاز شفیع صاحب! کیا کرتے ہیں؟ بھائی! میں نے گھرال صاحب کو floor دیا ہے۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے floor دیا میں آپ کی توجہ ایک اہم مسئلہ کی طرف دلانا چاہ رہا ہوں۔ ہیلتھ سیکٹر میں ویسے تو حکومتِ پنجاب بڑے بلند و بانگ دعوے کر رہی ہے کہ ہم یہ کر رہے ہیں، فلاں کر رہے ہیں لیکن گوجرانوالہ ڈویژن میں پانچ ضلعوں کے ساتھ بہت بڑی زیادتی کی گئی ہے۔ گوجرانوالہ، سیالکوٹ، گجرات، منڈی بہاؤالدین، حافظ آباد اور ان کے درمیان وزیر آباد میں چودھری پرویز الٰہی نے Cardiology Centre شروع کیا تھا وہ ایک mega project تھا جو کہ ایک ارب90 کروڑ روپے سے complete ہونا تھا لیکن صرف اور صرف گجرات کی مخالفت میں اور چودھری پرویز الٰہی کی مخالفت میں اس اتنے بڑے mega project کو جو کم از کم ڈیڑھ کروڑ عوام کے لئے تھا۔ اگر آپ منڈی بہاؤالدین کو دیکھیں تو صرف سوا گھنٹہ میں بندہ وزیر آباد پہنچ سکتا ہے، گجرات سے پندرہ منٹ کے فاصلہ پر وہ پراجیکٹ بن رہا تھا، سیالکوٹ سے بیس پچیس منٹ لگتے ہیں اسی طرح گوجرانوالہ سے پچیس منٹ، حافظ آباد سے آدھ گھنٹہ میں لوگ وہاں پہنچ سکتے تھے لیکن اس کو جنرل ہسپتال declared کیا گیا ہے اور اس کو جنرل ہسپتال کے طور پر بنا رہے ہیں۔ گجرات اور سیالکوٹ والوں کا کیا قصور ہے، کیا صرف یہی قصور ہے کہ وہ گجرات کے قریب رہتے ہیں اور وہ چودھری پرویز الٰہی کے ڈویژن سے تعلق رکھتے ہیں، ان کے ساتھ کیوں یہ زیادتی کی جا رہی ہے؟

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ تحریری طور پر کوئی بات لائیں، اس طرح اس کا کوئی فائدہ نہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پنجاب اسمبلی کے باہر لوگ احتجاج کر رہے ہیں۔ اس ہاؤس کی ہمیشہ سے یہ روایت رہی ہے کہ یہاں سے کچھ ممبران کی کمیٹی بنا کر مذاکرت کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ ہماری اسمبلی کے باہر کچھ تاجر احتجاج کرنے کے لئے آئے ہوئے ہیں تو مہربانی کر کے ایک کمیٹی بنا دیں جو وہاں جا کر ان سے بات کر کے ان کے مسئلہ کو تو سنے۔

محترمہ نرگس فیض ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

محترمہ نرگس فیض ملک: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے یہاں پر ایک request کرنا چاہتی ہوں کہ سستی روٹی سکیم کے سلسلے میں حکومت جو mechanical تنور لگا رہی ہے اس کے تمام ٹھیکوں کی ذمہ داری حنیف عباسی پنڈی کے جو ایم پی اے ہیں ان کو دی جا رہی ہے، ان کے ذریعے یہ سارا کام ہو رہا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ ایک تنور پر 2لاکھ 35ہزار روپے لاگت بتائی جا رہی ہے جبکہ جو firm بنا رہی ہے میں اس کو ڈیڑھ لاکھ روپیہ دیا جا رہا ہے۔ ایک تو یہ بتایا جائے کہ یہ تنور کہاں کہاں پر لگائے جائیں گے، ان کی کتنی تعداد ہو گی؟

جناب سپیکر: یہ Question Hour نہیں ہے۔

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر! ایک سکینڈ دے دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، بہت مہربانی۔

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر! اتنا پیسا subsidy کے لئے دیا جا رہا ہے۔ حکومت کے پاس تنخواہیں دینے کے لئے پیسے نہیں ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی، آپ طریقے سے چلیں۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: بہت مہربانی، میں آپ کی توجہ اس طرف چاہتا ہوں۔(قطع کلامیاں)

MR. SPEAKER: Order please.

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ احتجاج لوگوں کا حق ہے۔ احتجاج ہوتا ہے اور ہونا بھی چاہئے، House of Commons کے سامنے بھی ہوتا ہے، Indian Parliament کے سامنے بھی ہوتا ہے لیکن یقین کیجئے کہ مال روڈ کا تاجر طبقہ بڑا معصوم ہے ان پر پہلے ہی بہت ظلم ہو چکے ہیں اور روزانہ مال روڈ بند ہوتا ہے اور روزانہ ہی حکومت کی بدنامی کا

باعث بنتا ہے۔2006 میں بھی مال روڈ کو تباہ کیا گیا تھا اور ابھی چار دن پہلے بھی مال روڈ پر بہت توڑ پھوڑ ہوئی ہے۔ جس وقت اجلاس ہو رہا ہوتا ہے یہاں پر روزانہ احتجاج ہوتے ہیں۔ خود میرے ساتھ یہ ہوا ہے کہ میں بہت دور سے پیدل چل کر آیا ہوں اور میرے خیال میں دوسرے معزز اراکین بھی اس طرح ہی آئے ہوں گے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ جو لوگ احتجاج کرتے ہیں یا تو ان کے لئے کوئیspecific جگہ مخصوص کر دی جائے۔ جیسے Summit Minar ہے اس کے پاس کوئی جگہ مخصوص کر دی جائے جہاں یہ کھڑے ہو کر احتجاج کر لیں یا ان کے نمائندگان کو اس بات کی اجازت دے دی جائے۔ یہاں سے بھی کچھ لوگ جا کر ان سے بات کر لیں۔ آپ یقین کریں سارا سارا دن مال روڈ بند رہتا ہے اور مال روڈ کا یہ حال کر دیا گیا ہے کہ سارا سارا دن مال روڈ کے دکاندار بد دعائیں دیتے ہیں۔Traffic line کے حساب سے یہ لاہور کی main artery ہے، جب مال روڈ بند ہوتا ہے تو پورے لاہور کی traffic upsetہوتی ہے۔ میں ان کے احتجاج کے خلاف نہیں ہوں کسی کی اگر جائز بات ہے تو ضرور سنی جائے لیکن اسbusiness hubکا بھی خدا کے لئے کوئی خیال کر لیں جو کروڑوں روپے کے ٹیکس دے رہے ہیں اور اس کے باوجود اس وقت تباہی کا سامنا کر رہے ہیں۔ اسمبلی کا مال روڈ پر ہونا کوئی جرم تو نہیں ہے، مال روڈ کے تاجروں کا کیا قصور ہے کہ پورا لاہور بند کر دیا جاتا ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ آج آپ اس بات پرrulingدے دیں کہ ایک مختصر جگہ جوSummit Minarکے قریب ہو وہاں پر بیس پچیس لوگ آجائیں اور ہم میں سے آپ جس کو حکم دیں وہ جا کر ان سے بات کر لے لیکن ٹریفک کو نہ روکا جائے اس سے پورا لاہور پریشان ہو جاتا ہے۔ شکریہ

محترمہ آمنہ اُلفت: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! باہر لوگ احتجاج کے لئے آئے ہوئے ہیں ان کی بات سنی جائے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! ہماری روایت بھی یہی ہے کہ جب کوئی احتجاج کے لئے آتا ہے تو یہاں سے کچھ معزز اراکین ان سے جا کر بات کرتے ہیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب والا! اس سلسلے میں ایک کمیٹی بنا دی جائے۔

(اس مرحلہ پر کئی معزز خواتین اراکینِ حزب اختلاف بیک وقت بولنے لگیں)

جناب سپیکر: آپ کیا کرتی ہیں؟لوگوں نے کیا تماشا بنایا ہوا ہے؟ مجھے بات بھی نہیں کرنے دے رہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا!پوائنٹ آف آرڈر پر آپ بولنے نہیں دے رہے۔

جناب سپیکر: نہیں، میں آپ کو پوائنٹ آف آرڈر نہیں دے رہا۔ محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! آپ بات تو سن لیں۔

جناب سپیکر: میں کہتا ہوں محترمہ! آپ بیٹھ جائیں۔

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب والا!میں کوئی فضول بات نہیں کر رہی۔

جناب سپیکر: پلیز! آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب والا! آپ میری بات تو سن لیں۔

جناب سپیکر: آپ کی بات کا انہوں نے جواب دیا ہے۔ جو باہر کچھ حضرات آئے ہیں ان کے لئے میں ایک کمیٹی بنانا چاہتا ہوں۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر اسد اشرف صاحب headed by Minister Ch Abdul Ghafoor Sahib اور ان کے ساتھ حاجی اللہ رکھا صاحب جائیں گے اور اگر وہ باہر بیٹھے ہیں تو ان کو بھی ساتھ لے جائیں۔

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب والا!اپوزیشن کی طرف سے بھی ایک رکن کو شامل کریں۔

جناب سپیکر: کیا یہ میرے لئے ضروری ہے؟Is it must?

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب والا!روایت تو یہی ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ بیٹھیں۔ میں آپ کو نہیں بھیجتا۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں؟ جی، فرمائیں!

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! آپ نے بڑی مہربانی فرمائی کہ اس سلسلے میں ایک کمیٹی بنا دی کہ جا کر لوگوں سے بات کریں۔ شیخ صاحب نے بھی جو بات point out کی ہے وہ بھی نہایت اہم ہے اور ہمیں

اس پر seriously سوچنا چاہئے۔ وزیر قانون صاحب بھی تشریف رکھتے ہیں اس پر اگر کوئی لائحہ عمل بن جائے تو بہتر ہے۔ دنیا کے جتنے بھی جمہوری ممالک ہیں وہاں پر احتجاج کرنے کے لئے مخصوص جگہیں ہیں---

جناب سپیکر: آپ کا مطلب Hide park کی طرز پر کوئی جگہ مخصوص ہونی چاہئے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! آپ ہم سے زیادہ تجربہ کار ہیں آپ زیادہ جانتے ہیں کہ جب روڈ بند ہوتا ہے جیسا کہ شیخ صاحب نے بھی کہا ہے کوئی جمہوری آدمی، کوئی بھی elected آدمی، کوئی جمہوری پارٹی اس احتجاج کے خلاف نہیں ہو سکتی لیکن اگر چار سو آدمی احتجاج کے لئے آتے ہیں اور پورے لاہور کی سڑکیں بلاک ہو جاتی ہیں تو پھر اس کے لئے ضرور کوئی لائحہ عمل تلاش کیا جانا چاہئے اور یہ افہام و تفہیم سے ہونا چاہئے۔ یہ ایک تجویز ہے اس پر غور و خوض کیا جائے۔ اگر اس پر کوئی بہتر decision آ جائے تو اس میں کوئی بری بات نہیں ہے اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ اس کو ضرور consider کیا جائے اس میں جو بھی فیصلہ ہو بعد میں دیکھا جائے گا۔

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جناب اعجاز شفیع صاحب! آپ پہلے بات کر چکے ہیں، اب آپ کیا چاہتے ہیں؟

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب والا! آپ اس سلسلے میں ایک کمیٹی بنا دیں، میرے پاس کچھ documents ہیں میں وہ بھی کمیٹی کو دے دوں گا۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں اور اس سلسلے میں آپ وزیر قانون کو مل لیں۔ محترمہ خدیجہ عمر!

محترمہ خدیجہ عمر: شکریہ۔ جناب سپیکر! جناب خالد جاوید اصغر گھرال نے وزیر آباد ہسپتال کا ذکر کیا تھا میں اس میں تھوڑی سی addition کرنا چاہتی ہوں کہ وزیر آباد کا جو ہسپتال ہے اس کو Cardiac Hospital بنانے کے لئے ڈیزائن کیا گیا تھا۔ میں یہ گزارش کروں گی کہ وہاں پر پانچ اضلاع ہیں جو اس سے facilitate ہوں گے۔ کافی دنوں سے وہاں پر protest بھی چل رہا ہے کیونکہ اس ہسپتال کو جنرل ہسپتال میں convert کر دیا گیا ہے۔ مہربانی فرمائیں اور اس کو Cardiac Hospital ہی رہنے دیں

کیونکہ Cardiac Hospital اس علاقے کی ضرورت ہے۔ جس طرح شیخ صاحب نے کہا ہے کہ یہاں پر لوگ بد دعائیں دے رہے ہیں، میں کہتی ہوں کہ پورا پنجاب ہی بد دعائیں دے رہا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی بات ریکارڈ پر آ گئی ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ

جناب محمد نوید انجم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نوید انجم صاحب!

جناب محمد نوید انجم: جناب والا! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع فراہم کیا۔ پچھلے مہینے کی 25 تاریخ کو جب پچھلے اجلاس کا آخری دن تھا۔ آپ نے ruling دی تھی کہ House کے مائیک ٹھیک کروائے جائیں اور اس میں اذان کی آواز گونجے۔ کل عصر کی اذان کے وقت یہاں پر اذان نہیں ہوئی اور آج ظہر کی اذان کے وقت بھی یہاں پر اذان نہیں ہوئی ہے۔ جب تک اسمبلی میں اذان نہیں ہو گی میں ایوان میں نہیں بیٹھوں گا۔ میں یہاں سے walkout کرتا ہوں۔ جب تک آپ اسے ٹھیک نہیں کروا لیتے میں اس ایوان میں نہیں بیٹھوں گا۔

جناب سپیکر: جناب! آپ کے پاس گھڑی بھی ہے۔ یہاں House میں بھی گھڑی موجود ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! آپ یہاں پر بھی عمل نہیں کروا سکتے تو پھر کوئی بات نہیں ہے۔ میں جا رہا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ بات سنیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب والا! میں جا رہا ہوں۔

جناب سپیکر: میں کہتا ہوں کہ آپ بات سنیں۔

جناب محمد نوید انجم: جب تک اسمبلی میں اذان نہیں ہو گی میں نہیں آؤں گا۔

جناب سپیکر: آپ بات سنیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب والا! میں پہلے بھی point out کر چکا ہوں۔

جناب سپیکر: میں کہتا ہوں کہ آپ بات سن کر جائیں۔ مائیک سسٹم خراب ہو گیا ہے اور یہ ٹھیک نہیں ہو رہا ہم اس کے لئے بہت کوشش کر رہے ہیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں جا رہا ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز رکن جناب محمد نوید انجم ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب سپیکر: اگر آپ جانا چاہتے ہیں تو آپ کی مرضی ہے۔ ہم آپ کو نہیں منائیں گے۔ سیکرٹری صاحب اس کو ٹھیک ہونے میں کتنا ٹائم لگے گا، کل تک سسٹم ٹھیک ہو جائے گا؟

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میری بھی اس سلسلے میں ایک تجویز ہے۔

جناب سپیکر: اب پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔ ہم نے تحاریک استحقاق take up کرنا شروع کر دی ہیں۔ اب اس کا وقت شروع ہو گیا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! میرا بھی ایک پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ پہلے بھی آپ نے مجھے موقع نہیں دیا۔

جناب سپیکر: صرف آپ کے لئے یہ House نہیں ہے کسی اور کا بھی اس پر حق ہے۔ آپ صبح سے یہی کام کر رہی ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! موقع ہی نہیں دیا گیا۔

جناب سپیکر: آپ تو کمال کر رہی ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! بات کرنے کا موقع تو دیں۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ اب تحاریک استحقاق کا وقت شروع ہوتا ہے۔ پہلی تحریک استحقاق نمبر22جناب طاہر محمود ہندلی صاحب کی ہے۔ یہ تحریک استحقاق اس اجلاس کے لئےpending تھی۔
جناب طاہر محمود ہندلی صاحب تشریف رکھتے ہیں؟۔۔۔موجود نہیں ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا!نوید انجم صاحب کو بلالیں۔

جناب سپیکر: میں کیوں بلاؤں؟ میںelectricianتو نہیں ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! آپ کا مؤقف تو درست ہے۔

MR SPEAKER: Am I an electrician?

میں کوئیelectricianہوں؟ میں نے کسی کو منع کیا ہے کہ وہ اذان نہ دے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا!ان کو منا کرلے آتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ اس بات کو چھوڑیں، میں نہیں مناؤں گا۔ Let him go. یہ تحریک استحقاق dispose ofکی جاتی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا!فوزیہ بہرام صاحبہ کچھ کہنا چاہتی ہیں ان کی بات سن لی جائے، آپ کا moodاچھاہو جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، میں ان کی بہت سن چکا ہوں، مجھے اپنا کام کرنے دیں۔ محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی تحریک استحقاق نمبر23ہے۔

رائے محمد اسلم خان کھرل: جناب!اگر جان کی امان پاؤں تو عرض کروں کہ آپ انہیں بلالیں۔

جناب سپیکر: وہ سپیکر کی بات بھی نہیں سنتے، کمال کی بات ہے، اگر تو میراfault ہو تو پھر مجھے دشنام دیں اور کوئی بات کریں۔ الیکٹریشن کہہ رہے ہیں کہ وہ ٹھیک نہیں ہو پایا لیکن ان کو کسی نے منع نہیں کیا کہ اذان کی آواز اندر سنائی نہ دے۔ہم مسلمان نہیں ہیں، صرف وہی زیادہ مسلمان ہیں؟ I am sorry

وزیر محنت وانسانی وسائل(جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر!صرف ایک منٹ۔

جناب سپیکر: سوہنا صاحب!میں آپ سے گزارش کروں گا کہ مجھے اس بارے میں مجبور نہ کریں۔ میں نہیں بلاؤں گا۔میں نے بات ختم کر دی ہے۔

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! میں بلانے کے لئے نہیں کہہ رہا۔ انہوں نے بائیکاٹ کیا ہے، روایت کو بھی قائم رکھنا ہے۔ چونکہ انہوں نے ڈسپلن کی خلاف ورزی کی ہے اس لئے آپ انہیں نکال دیں۔

جناب سپیکر: Let him be out. جی، رانا صاحب! ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی تحریک استحقاق نمبر 23 ہے ۔

ایس ایچ او تھانہ فیکٹری ایریا لاہور کا معزز خاتون رکن اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک استحقاق کے حوالے سے محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ اور محترم محسن لغاری صاحب میرے چیمبر میں تشریف لائے تھے، ان کی متعلقہ ایس ایچ او اور دوسرے افسران سے بات کروائی ہے۔ آپ لغاری صاحب سے پوچھ لیں، اگر یہ مطمئن نہیں ہیں تو پھر آپ اسے کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

جناب سپیکر: جی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں اس تحریک کو استحقاقات کمیٹی کے ہی سپرد کرانا چاہتی ہوں۔ میں رانا صاحب کی بہت شکر گزار ہوں۔

جناب سپیکر: ان کی تحریک استحقاق مجلس استحقاقات کے سپرد کی جاتی ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! شکریہ

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ہم نے ایک تحریک پیش کی تھی اور رانا صاحب نے کہا تھا کہ اگلی تین چار تحاریک اسی قسم کی ہیں وہ بغیر پیش ہوئے کمیٹی کو کیسے جا سکتی ہیں؟

جناب سپیکر: ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ technical mistake ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: بات سن لیں۔اگر اسے Chair اور ہاؤس نے recommend کر کے بھیج دیا ہے تو پھر اس پر کوئی comments نہیں ہو سکتے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!وہ پڑھی ہی نہیں گئیں۔

جناب سپیکر: اگلی تحریک استحقاق نمبر 25 لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان صاحب کی طرف سے ہے۔یہ پیش ہو چکی ہے اور اس اجلاس کے لئے pending تھی اس کا کوئی جواب آ گیا ہے؟

ٹی ایچ کیو ہسپتال کھوٹہ کے ڈاکٹروں اور پولیس کا پوسٹ مارٹم میں عدم تعاون کے بارے میں افسران کو آگاہ کرنے پر معزز رکن کے خلاف مقدمہ کا اندراج

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس کا جواب تو مجھے موصول نہیں ہوا باقی آپ دیکھ لیں کہ یہ کافی دیر سے pending ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی بات ہو گئی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): مجھے اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: اسے دو دن تک pending کر لیتے ہیں۔ دو دن تک اس کا جواب لے آئیں، اگر آ گیا تو ٹھیک ورنہ پھر جو ہو گا۔۔۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر!پچھلی بار بھی یہ assure کروایا گیا تھا کہ اس کا جواب آ جائے گا۔ ابھی ایک ہفتہ گزر گیا ہے ان کی انتظامیہ کی یہی high handedness ہے کہ I assure this august House اور آپ کو بھی assure کراتا ہوں کہ میں نے اس ڈاکٹر کو تھپڑ نہیں مارا لیکن ایف آئی آر میں میرے خلاف جو language استعمال ہوئی ہے میں نے وہ استعمال نہیں کی۔جب میں نے ان کی inefficiency۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کی سٹیٹمنٹ تو آ گئی ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! میں نے جب ان کی inefficiency کی ڈی سی اور سی پی او کو رپورٹ کی تو انہوں نے 18 گھنٹے کے بعد ایف آئی آر درج کی حالانکہ ہسپتال اور تھانے کی دیوار ملی ہوئی ہے۔ جو ڈاکٹر کہتا ہے کہ مجھے تھپڑ مارا گیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! کل تک اس کا جواب منگوا لیں، نہیں تو پھر میں اسے کمیٹی کے سپرد کر دوں گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرے خیال میں اب تک اس کا جواب آ جانا چاہئے تھا، متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کو already notice بھیجا ہوا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ کرنل صاحب کی بات بالکل اس قابل ہے کہ استحقاق کمیٹی اس کو inquire کرے۔

جناب سپیکر: انہوں نے جو جواب دیا ہے آپ اس سے مطمئن نہیں ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): انہوں نے جواب دیا ہی نہیں، میں مطمئن کس بات سے ہوں؟

جناب سپیکر: آپ کل تک جواب لے لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): ٹھیک ہے۔ آپ کل کے لئے pending کر دیں، اگر جواب موصول ہو گیا تو ٹھیک ورنہ اسے کمیٹی کے سپرد کر دینا۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ یہ کل تک کے لئے pending کی جاتی ہے، اس کا جواب آ گیا تو ٹھیک ورنہ یہ کمیٹی کے سپرد ہو جائے گی۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ ملک محمد عامر ڈوگر اور علی حیدر نور صاحب کی تحریک التوائے کار ہے۔ دونوں میں سے کوئی صاحب تشریف رکھتے ہیں، کیا یہ تحریک پہلے پڑھی جا چکی ہے؟ رانا صاحب! یہ تحریک التوائے کار نمبر 884 پہلے پڑھی جا چکی ہے، اس کا جواب آنا تھا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! گزارش ہے کہ اعجاز شفیع صاحب نے ایک بڑا valid point اٹھایا تھا کہ جیل روڈ پر ایک CNG Station بن رہا ہے اور اس کی Commercialization Fee کے حوالے سے کروڑوں کا نقصان ہوا ہے۔آپ اس کی تحقیقات کے لئے لاء منسٹر صاحب سے کہہ دیں۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب نے سن لیا ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اگر اس معاملے کی انکوائری کے لئے کمیٹی بنادی جائے تو بہتر ہوگا۔

جناب سپیکر: اس میں کمیٹی کی ضرورت نہیں ہے۔لاء منسٹر صاحب! آپ کی اعجاز شفیع صاحب سے ملاقات ہوجانی چاہئے اور یہ آپ کو اس کام کی نشاندہی کریں گے۔

وزیر قانون وپارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انہوں نے جس معاملے کی نشاندہی کی ہے اگر اس سلسلے میں ڈیپارٹمنٹ سے کل تک جواب موصول نہ ہوا تو پھر آپ بے شک اس کے لئے کمیٹی بنا دیں جو اسے دیکھ لے گی۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ یہ معاملہ کل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ تحریک التوائے کار کے دونوں محرکین تشریف نہیں رکھتے لہذا اسے dispose of کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار محترمہ رفعت سلطانہ ڈار صاحبہ کی طرف سے ہے لیکن ان کی یہ تحریک التوائے کار عدت کی وجہ سے اگلے اجلاس تک کے لئے pending کی جاتی ہے ورنہ یہ dispose of ہو جاتی۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 22/10 ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ، چودھری عبداللہ یوسف صاحب، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا اور محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی طرف سے ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار پڑھی جاچکی ہے اس کا جواب ایک دن میں آنا تھا لیکن ایک دن بھی کئی مرتبہ گزر چکا ہے۔

جناب سپیکر: یہ till next session pending تھی۔جی، رانا صاحب!

لاہور کے سرکاری ہسپتالوں میں ویسکولر سرجنز کی خالی اسامیوں کو پُر

نہ کرنے کی وجہ سے جلے ہوئے مریضوں کو پریشانی کا سامنا

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول ہو چکا۔ میں اسے پڑھ دیتا ہوں کہ Vascular Surgery ایک جدید ٹیکنالوجی کا حامل شعبہ ہے جس میں qualified ڈاکٹروں کی شدید کمی پائی جا رہی ہے۔ تاہم اس وقت علامہ اقبال میڈیکل کالج میں اسسٹنٹ پروفیسر کی ایک پوسٹ موجود ہے جس پر ڈاکٹر اسد جواد کام کر رہے ہیں، اسی طرح چلڈرن ہسپتال لاہور میں بھی اسسٹنٹ پروفیسر کی دو پوسٹیں موجود ہیں ان پر ڈاکٹر عاصم خان اور ڈاکٹر سید سلمان شاہ تعینات ہیں جبکہ سینئر رجسٹرار کی بھی چند پوسٹیں متعلقہ قابلیت کے ڈاکٹرز کی خدمات مہیانہ ہونے کی وجہ سے چلڈرن ہسپتال لاہور میں خالی پڑی ہیں جن کو پُر کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔اس کے علاوہ کسی بھی ٹیچنگ ہسپتال میں Vascular سرجن کی کوئی اسامی موجود نہیں ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اس میں میری یہ submission ہے کہ terrorism میں ہمیں غریب آدمی کی سب سے پہلے sequel دیکھنا پڑتی ہے کہ بم بلاسٹ سے جو loss of limb یعنی ٹانگ بازو اور ہاتھ ضائع ہوتے ہیں اور ساری زندگی کی اپاہجیت ہو جاتی ہے اس کے لئے سپیشل Vascular Surgery میں لوگوں کو ٹرینڈ کرنا پڑے گا وہ announce کرنا پڑے گا۔ یہ اس مسئلے کی تہہ تک تو پہنچ جائیں اور کوئی commitment کر لیں short courses کر دیں چونکہ لوگوں کی ٹانگیں اور بازو کٹ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ اور خدیجہ عمر صاحبہ کی طرف سے ہے، اس کا نمبر 118/2010 ہے۔ یہ پڑھی جا چکی ہے اور اس کا جواب آنا تھا۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا صاحب!

مانگا منڈی تا مرا کہ ملتان روڈ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہونے کی وجہ سے ٹرانسپورٹروں اور مسافروں کو پریشانی کا سامنا

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک کا جواب یہ ہے کہ "مراکہ سے مانگا منڈی تک سڑک کی لمبائی 15 کلو میٹر ہے۔ پہلے یہ سڑک محکمہ ہائی وے کے پاس تھی۔ اس کے بعد حکومت پاکستان نے National Highway Authority Act کے تحت اس کو federalized کر لیا۔ اس وقت یہ سڑک National Highway Authority کے پاس ہے اور وہی اس کی تعمیر و مرمت اور دیکھ بھال کرنے کے مکمل طور پر ذمہ دار ہیں۔ لہٰذا صوبائی محکمہ مواصلات و تعمیرات پنجاب سے اس سڑک کی تعمیر و مرمت کا کوئی تعلق نہ ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! ہم آپ کو welcome کرتے ہیں اور میں وزیر موصوف صاحب کے جواب سے مطمئن ہوں۔ بہت بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کے مطمئن ہونے کی صورت میں اس تحریک کو disposed of کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب! میری بات کو سنے بغیر سپیکر صاحب نے رد کر دیا، اگر یہ problem ہاؤس میں آ گیا ہے، اگر میں اسے ہاؤس میں لے آئی ہوں تو کم از کم میری بات تو سنی جاتی۔ سپیکر صاحب نے تو میری بات سنی ہی نہیں اور [*********]

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! Chair کے بارے میں اس طرح کے الفاظ مناسب نہیں ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ محکمہ صحت کے ساتھ ظلم ہے۔ یہ لوگوں کی صحت کے ساتھ ظلم ہے، اگر آپ ہماری بات نہیں سنیں گے تو پھر ہم کہاں جا کر دہائی دیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! ایک منٹ تشریف رکھیں۔ پہلے تو میں آپ کے یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں کیونکہ Chair کے بارے میں اس طرح کے الفاظ ویسے ہی ہاؤس کے decorum کے خلاف ہیں۔ ڈاکٹر صاحبہ! آپ تشریف رکھیں۔ تحاریک التوائے کار ختم ہو جائیں تو پھر میں آپ کی بات سنتا ہوں۔ اب شیخ علاؤالدین صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 122/2010 ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر اجازت ہے تو میں بات کر لوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ پڑھی جا چکی ہے اور اس کا جواب آنا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون صاحب یہ تحریک پڑھی جا چکی ہے اور pending کی گئی تھی اس کا جواب آنا ہے۔

معصوم اور یتیم بچیوں، بیواؤں اور مکروہ دھندے میں پکڑی جانی والی خواتین کے لئے وومن اینڈ چائلڈ پروٹیکشن اتھارٹی بنانے کا مطالبہ

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول ہو چکا ہے۔ یہ کافی لمبا جواب ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں صرف اس کا relevant portion پڑھ دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اس میں لکھا ہے کہ "لاہور میں قحبہ خانوں اور Guest Houses میں جسم فروشی کے 130 مقدمات درج ہوئے، جن کے تحت 221 مرد اور 205 خواتین کو گرفتار کرکے حوالات جوڈیشل بھجوایا گیا۔ کسی معصوم لڑکی یا عورت کو ناجائز طور پر کسی مقدمہ میں ملوث نہیں کیا گیا۔ معزز رکن اسمبلی نے ایک انتہائی اہم مسئلہ کی جانب معزز ایوان کی توجہ مبذول کروائی ہے۔ اس میں کوئی شک وشبہ نہ ہے کہ اس مکروہ دھندے میں ملوث لوگ معصوم خواتین کی مجبوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انہیں مستقل طور پر اس دھندے میں ملوث رکھنے کے لئے ہر حربہ استعمال کرتے ہیں اور ایسے لوگ ایک مافیا کی شکل اختیار کرتے جا رہے ہیں۔ پولیس قحبہ خانوں میں تادیبی کارروائی عمل میں لانے کے لئے ریسرچ وارنٹ حاصل کرنے کے بعد بھرپور کارروائی کرتی ہے اور اس گھناؤنے دھندے میں ملوث افراد کو گرفتار کرکے ان کے خلاف مقدمات درج کئے جاتے

ہیں۔ایسے افراد کے خلاف کارروائی کوElectronic and Print Media نے بھی highlight کیا ہے۔اس سلسلے میں تمام D.P.Os کو سخت ہدایات کی گئی ہیں کہ ایسے مذموم دھندے میں ملوث افراد کے بارے میں اطلاع موصول ہونے پر فوری کارروائی عمل میں لائی جائے"۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جیسا کہ وزیر قانون صاحب نے کہا ہے کہ یہ انتہائی اہم معاملہ ہے۔یہ ایک حقیقت ہے کہ خاص طور پر لاہور اور پورے پنجاب میں قحبہ خانوں کا کاروبار بڑھتے بڑھتے اتنا ہو گیا ہے کہ آج پانچ چھ bed rooms کی کوٹھی، کسی لائسنس کے بغیر Guest House بنا دی جاتی ہے۔Taxation point of view سے بھی اس کا کہیں وجود نہیں ہے۔میں یہ کہتا ہوں کہ معصوم عورتیں ان کے چنگل میں ہمیشہ کے لئے پھنس جاتی ہیں اور یہ بات اس ہاؤس کے بہت سے معزز ممبران کو بھی معلوم ہے۔یہ معصوم عورتیں پھر ساری عمر کے لئے وہیں تباہ ہو جاتی ہیں۔ان کی ضمانتوں کے لئے بھی ان کے اوپر دو دو لاکھ روپے ڈال دیئے جاتے ہیں۔میری یہ درخواست ہے کہ آپ اس تحریک کو admit کر لیں۔ہر معزز رکن اس پر اپنی آراء کا اظہار کرے۔دوسرا پولیس پارکوں میں جو couples کو پکڑتی ہے وہ بھی غلط ہے،وہاں سے بھی ایک سلسلہ چل پڑتا ہے اور یہ پولیس کے لئے booming business ہے۔بڑا آسان کام ہے کہ پولیس سادہ کپڑوں میں Parks میں جا کر couples کو تنگ کرتی ہے۔وہ ایک علیحدہ issue ہے۔Guest Houses کی شکل میں جو کچھ ہو رہا ہے اس حوالے سے میری آپ سے درخواست ہے کہ مہربانی کر کے اس تحریک کو admit کر لیں۔وزیر قانون صاحب نے تسلیم کیا ہے کہ یہ ایک burning issue ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! آپ کو بھی پتا ہے،ماشاءاللہ آپ rules کو بڑی اچھی طرح جانتے ہیں کہ آپ کی طرف سے یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اس پر گورنمنٹ کا جواب آ گیا ہے تو اب اس کے بعد بھی اگر آپ اس پر بحث کروانے کے لئے کہیں گے تو پھر ہاؤس کی sense لینا ہو گی۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اگلا business take up کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! اس کے اندر چونکہ وزیر قانون صاحب کا جواب آ چکا ہے۔ آپ نے بلاشبہ ایک burning issue کو point out کیا ہے۔ حکومت نے اس کو note کر لیا ہے اور اس پر اب وہ action لیں گے۔ فی الحال ہم اس کو dispose of کر دیتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: آپ جو چاہتے ہیں کر لیجئے۔ آپ اللہ کے فضل و کرم سے بڑے جہاں دیدہ ہیں۔ جب آپ نے کہا کہ sense of the House لینا ہو گی تو اس طرف سے desk بجائے گئے ہیں۔ اب جن لوگوں نے desk بجائے ہیں وہ یا تو ان Guest Houses والوں کے ساتھ یا پھر انہیں ان مظلوم عورتوں کا خیال نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! آپ Chair کے ساتھ مخاطب ہو کر بات کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ جو چاہتے ہیں کر لیں لیکن میں آج آپ کو یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ یہ کاروبار بڑھ رہا ہے۔ مجبوریوں کی وجہ سے بڑھ رہا ہے۔ لوگ اپنی عزتیں بیچ رہے ہیں۔ اگر اس کا کوئی حل نہ نکالا گیا تو I am sorry to say خدانہ کرے کہ یہ تھائی لینڈ بن جائے۔ آپ جو چاہتے ہیں کر لیں لیکن جو کچھ اس لاہور میں ہو رہا ہے وہ انتہائی شرمناک ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! وزیر قانون صاحب نے اس کا جواب دے دیا ہے، حکومت نے اس کو note کر لیا ہے اور اس پر انشاءاللہ تعالیٰ action ہو گا۔ sense of the House بھی یہی ہے کہ اس پر کارروائی ہونی چاہئے۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! میں as a woman اس کو endorse کرتی ہوں اور میں سمجھتی ہوں کہ its very important اس میں ہاؤس کی رائے لی جائے۔ بحث کے لئے میں اسے endorse کرتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی، چیمہ صاحب!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میری درخواست یہ ہے کہ اگلے دن میری بھی ایک تحریک التوائے کار ہاؤس میں take up ہوئی تھی لیکن مجھے اس پر بحث کی اجازت نہیں دی گئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بات یہ ہے کہ rule-185 بحث کی اجازت ہی نہیں دیتا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: تو میری یہ درخواست ہوگی کہ آج پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے۔ بڑی مشکل سے یہ دن آیا ہے اور کچھ bills بھی ہیں۔ مہربانی کرکے آپ ہاؤس کے اگلے business کو take up کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بالکل بے فکر رہیں، انشاءاللہ تعالیٰ ہم سارا business take up کریں گے۔ محترمہ! میں آپ کو point of order دیتا ہوں۔ ابھی Law Minister صاحب سے پوچھ لیتے ہیں۔ جی، ساجدہ میر صاحبہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! شیخ علاؤالدین صاحب نے بڑی اچھی بحث کی ہے۔ خواتین کی زندگی بچانے کے لئے یہاں پر Ministry of Human Rights موجود ہے، اگر آپ یہ تحریک اس کی کمیٹی کو refer کر دیں تو اس پر سب کا consensus شامل کر لیا جائے گا اور اس کو پھر ایک قانون کی شکل بھی دے دی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس پر قانون بڑا clear ہے، Law Minister صاحب کی طرف سے اس پر جواب آ گیا ہے گورنمنٹ اس کے اوپر اقدامات کرے گی اور شیخ صاحب سے میری request ہے کہ ان کے ساتھ بیٹھ جائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ کی طرف سے جو جواب آیا ہے اس کے مطابق انہیں اپنی کارروائی کر لینے دیں اس کے بعد اگر پھر آپ سمجھتے ہیں کہ کچھ اس طرح سے نہیں ہو رہا تو آپ دوبارہ House میں take up کریں پھر ہم اس کے اوپر اس کے حساب سے کارروائی کریں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ آپ گورنمنٹ کو یہ ہدایت دے دیں کہ پنجاب میں جتنے Guest Houses ہیں ان کو licensed کیا جائے اور جو بغیر license ہیں ان پر heavy penalty لگا کر انہیں بند کرایا جائے۔ میں آپ سے دعویٰ سے کہتا ہوں کہ تمام جرائم پیشہ لوگ ان Guest Houses میں ٹھہر رہے ہیں اور تمام قحبہ خانے ان میں چل رہے ہیں۔ ان کو licensed کر دیا جائے اور انہیں tax net میں بھی لایا جائے اور یہ پتا ہو کہ یہ کیسے اور کہاں کھل رہے ہیں؟ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون صاحب! ویسے اس وقت جو law and order کی situation ہے اس کی وجہ سے آپ ان کی scrutiny کروالیں۔ یہ تحریک ان observations کے ساتھ dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 2010/386۔ محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ!

ضلع کچہری لاہور کے مال خانہ میں کروڑوں روپے کا سامان کھلے آسمان تلے پڑا رہنے سے ناکارہ اور ضائع ہونے کا خدشہ

محترمہ نگہت ناصر شیخ: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق ضلع کچہری مال خانہ security risk، کھلے آسمان تلے پڑا سامان ناکارہ ہو گیا۔ مال مقدمہ میں پکڑی جانے والی گاڑیاں ضلع کچہری کے دائیں بائیں کھڑی ہیں۔ دہشت گرد انہیں مذموم مقاصد کے لئے استعمال کر سکتے ہیں۔ مال خانہ مسائل گاہ بن چکا ہے اس کے لئے مناسب انتظام کرنا چاہئے تاکہ عوام کی کروڑوں روپے مالیت کی اشیاء محفوظ رہ سکیں۔ تفصیل کچھ یوں ہے کہ ضلع کچہری لاہور میں موجود مال خانہ security risk بن گیا۔ مال خانہ میں بطور مال مقدمہ رکھی ہوئی کروڑوں مالیت کی اشیاء گل سڑ کر ناکارہ ہو گئیں۔ مال خانہ کباڑ خانہ کا منظر پیش کرتا ہے۔ انتظامیہ کی عدم توجہی کی بناء پر کبھی بھی اس طرف توجہ نہیں دی گئی جس سے درجنوں گاڑیاں اور سینکڑوں موٹر سائیکلوں کے علاوہ الیکٹرانکس و دیگر سامان کھلے آسمان تلے پڑا ہوا ہے۔ مال خانہ پر کوئی شیڈ نہ ہونے کی وجہ سے مال مقدمہ دھوپ، نمی اور بارش کے باعث دھات کا ڈھیر بنتا جا رہا ہے جبکہ سکیورٹی کے حوالے سے بھی یہ جگہ risk کے علاوہ کچھ نہیں۔ یہاں تخریب کار بآسانی اپنا ہدف حاصل کر سکتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک کو دو دن کے لئے pending فرمادیں اس کا جواب ابھی موصول نہیں ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک دو دن کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اس کے بعد اگلی تحریک التوائے کار نمبر 2010/399۔ سید حسن مرتضیٰ کی ہے ان کا in writing آیا ہوا ہے کہ اس کو pending کر دیا جائے

تو یہ pending کی جاتی ہے۔ اس سے اگلی تحریک التوائے کار نمبر2010/420۔ محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ!

جعلی پیر کا چک نمبر109 جہانیاں کے رہائشی محمد اعجاز کو زہر کا ٹیکہ لگا کر بیوی کو اغواء کرنا

محترمہ نگہت ناصر شیخ: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق "جعلی پیر شوہر کو زہر کا ٹیکہ لگوا کر مریدنی کے ساتھ فرار۔" اڈاپل جہانیاں میں محبوب نے اعجاز کی بیوی سے تعلقات قائم کر لئے اور عطائی سے مل کر زہر کا ٹیکہ لگوا دیا۔ تفصیل کچھ یوں ہے کہ اڈاپل جہانیاں میں جعلی پیر نے شوہر کو زہر کا ٹیکہ لگوا دیا اور بیوی اغواء کر لی۔ چک109 کے ملک خدا بخش میتلا کی family پیر محبوب کی مرید تھی۔ پیر کا ان کے گھر آنا جانا تھا۔ اس دوران ملزم نے خدا بخش کے22 سالہ بیٹے محمد اعجاز کی اہلیہ سے تعلقات قائم کر لئے اور شوہر اعجاز کو عطائی نذر حسین سے مل کر زہر کا ٹیکہ لگوا دیا۔ محمد اعجاز گزشتہ روز نشتر ہسپتال میں زندگی کی بازی ہار گیا۔ جعلی پیر مقتول اعجاز کی اہلیہ مہراں کو لے گیا۔ بعد میں جعلی پیر اپنی محبوبہ کو دارالامان ملتان چھوڑ کر فرار ہو گیا۔ مسئلہ یہ ہے کہ صوبہ پنجاب میں جعلی پیروں کے ہاتھوں اور ان کے بچھائے ہوئے جال میں آئے دن سادہ اور غریب لوگ پھنستے چلے جا رہے ہیں مگر ان جعلی پیروں کے خلاف کسی بھی قسم کی کارروائی عمل میں نہیں لائی جاتی، ان کو گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دی جاتی ہے اور نہ ہی ان کے خلاف کوئی مقدمات درج کئے جاتے ہیں۔ اگر ارباب اختیار اور انتظامیہ ان کے خلاف سخت سے سخت سزا اور کارروائی عمل میں لائے تو کوئی وجہ نہیں کہ عوام ان جعلی پیروں اور ان کے ٹاؤٹوں سے چھٹکارا حاصل کر سکے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک کا جو جواب موصول ہوا ہے اس کے مطابق یہ criminal offence ہے اور اس کا مقدمہ درج کر کے پولیس تفتیش کر رہی ہے اس

جعلی پیر نما ملزم کو گرفتار کر کے کٹہرا عدالت میں پیش کیا جائے گا۔ اگر کوئی شخص اپنے آپ کو جعلی پیر بنا کر یا کسی بھی بھیس میں کسی جرم کا ارتکاب کرتا ہے تو جرم میں تو اس بات کی تخصیص نہیں ہے کوئی بھی شخص جو جرم کرے گا اس کے خلاف متعلقہ قانون کے مطابق کارروائی کی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! اس پر تو کارروائی ہو رہی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں اس میں صرف یہ بات کرنا چاہوں گی کہ میرا مقصد یہاں پر محض ایک خبر کو لانا نہیں تھا کہ اس ملزم کے خلاف کارروائی ہو جائے، میرا اصل مقصد یہ تھا کہ یہ کاروبار اتنے عروج پر جا رہا ہے کہ ہر گلی اور ہر محلے میں جعلی پیروں نے آج کل اپنا کام شروع کیا ہوا ہے۔ خصوصاً قبرستانوں میں انہوں نے اپنے اڈے بنائے ہوئے ہیں جہاں پر نشہ سرعام فروخت ہوتا ہے تو گورنمنٹ کو اس پر خصوصی توجہ دینی چاہئے کیونکہ نہ صرف سادہ لوح عوام کو لوٹا جا رہا ہے بلکہ نشے کو بھی سرعام فروخت کیا جاتا ہے جس سے نوجوان نسل نشے میں مبتلا ہو رہی ہے۔ میرا مقصد یہ ہے کہ اس ایک خبر کے علاوہ گورنمنٹ اس مسئلے کو overall دیکھے اور اس مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ نے منسٹر صاحب کی بات سنی نہیں، ان کا کہنا بھی یہی تھا۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔ جی، رانا صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں؟

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ابھی محترمہ جعلی پیروں کے حوالے سے discussion کر رہی تھیں تو مجھے فرق کا پتا نہیں لگ رہا کہ جعلی پیر کون ہوتے ہیں اور غیر جعلی پیر کون ہوتے ہیں، کیسے اس کی تفریق کی جائے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک اصلی پیر اور ایک جعلی پیر ہوتا ہے۔ محترمہ سیمل کامران صاحبہ!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! مجھے لگتا ہے اس سے رانا صاحب کا کوئی business hurt ہو رہا ہے۔ (قہقہے)

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں House کے knowledge میں ایک بہت ہی اہم بات لانا چاہتی ہوں۔ گنگا رام ہسپتال کے lawn میں Gyne Theatre and Labour Room کے لئے ایک building construct کی جا رہی ہے تو کوئی بھی building construct ہوتی ہے تو اس سے

پہلے Environment Department سے NOC لینا ہوتا ہے تو یہ construction without any NOC ہو رہی ہے اور اس بارے میں Department Environment خود یہ declare کر چکا ہے کہ یہ ایک غلط کام ہے، یہ illegal construction ہو رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، آپ کے پاس کوئی proof ہے جو انہوں نے کہا ہے کہ یہ illegal construction ہو رہی ہے؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ باقاعدہ News Papers and Media میں آیا ہے اور اس پر Nurses نے باقاعدہ احتجاج کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ یہاں پر House کی sanctity کو سامنے رکھتے ہوئے بات کریں، آپ ٹھیک بات کر رہی ہوں گی لیکن اگر کوئی اس طرح کی بات ہے تو آپ کے پاس اس کا proof ہونا چاہئے کہ یہ بات ہوئی ہے کیونکہ House کے اندر without proof بات نہیں کرنی چاہئے کیونکہ یہ پھر میڈیا میں بھی quote ہوتی ہے تو ہمیں اس بات کی احتیاط کرنی چاہئے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! آپ بالکل صحیح کہہ رہے ہیں وہاں پر جو Nurses کام کرتی ہیں، unfortunately or fortunately ان میں سے ایک Nurse میری بھی جاننے والی ہے جس نے مجھے یہ ساری بات بتائی تھی تو میں نے اس معاملے کو personally بھی confirm کیا اور وہاں پر کروڑوں روپے کی لاگت سے ایک building کو extend کرنا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ سے میری صرف اتنی گزارش ہے کہ آپ کا point اچھا ہے آپ اس وپر proof لے کر House میں آئیں ہم اس پر انشاءاللہ تعالٰی کارروائی کریں گے۔ (قطع کلامیاں)
محترمہ! میرا خیال ہے کہ آگے آپ ہی کا business ہے میں آج اس کو لے کر آنا چاہتا ہوں۔

محترمہ سیمل کامران: ٹھیک ہے۔ شکریہ

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم غیر سرکاری ارکان کی کارروائی شروع کرتے ہیں آج کے ایجنڈے پر درج ذیل کارروائی ہے۔ مسودہ قانون پیش کیا جائے گا، مفاد عامہ سے متعلق قراردادیں۔ سب سے پہلے

The In House Working Women Protection Bill 2010, Bill No. 12/2010. Mrs. Seemal Kamran may move "The In House Working Women Protection Bill 2010."

مسودہ قانون ایوان میں متعارف کروانے کی اجازت کی تحریک

MRS SEEMAL KAMRAN: Sir I move:

"That leave be granted to introduce the In-House Working Women Protection Bill 2010."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That leave be granted to introduce the in-House Working Women Protection Bill 2010."

اس کو چونکہ کسی نے oppose نہیں کیا لہذا

The motion moved and the question is:

"That leave be granted to introduce the In-House Working Women Protection Bill 2010."

(The motion was carried)

مسودہ قانون

(جو متعارف ہوا)

مسودہ قانون تحفظ خواتین گھریلو ملازمین مصدرہ 2010

MR DEPUTY SPEAKER: Now Mrs Seemal Kamran may introduce the Bill.

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! I am speechless میں سب سے پہلے وزیر قانون اور ہاؤس کے تمام ممبران کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ اس کے بعد

I introduce:

"The In-House Working Women Protection Bill 2010."

MR DEPUTY SPEAKER: The In-House Working Women Protection Bill 2010 has been introduced in the House under Rule 90(4) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 under Rule 94. It is referred to the Standing Committee on Labour and Human Resources with the direction to submit its report up to 15th August 2010.

قراردادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

ڈی.جی خان میں قائم کئے گئے میڈیکل کالج میں داخلے کے لئے ٹرائبل ایریا کے طالب علموں کے لئے سیٹیں مختص کرنا

جناب ڈپٹی سپیکر: اب مفاد عامہ سے متعلق قراردادیں ہیں۔ پہلی قرارداد جناب محمد محسن خان لغاری کی ہے۔ وہ اسے پیش کریں۔ جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ ایوان حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ ڈی.جی خان میں جو میڈیکل کالج قائم کیا گیا ہے اس میں داخلہ کے لئے ڈی.جی خان کے ٹرائبل ایریا کے بچوں کے لئے مناسب سیٹیں مختص کی جائیں۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ ڈی.جی.خان میں جو میڈیکل کالج قائم کیا گیا ہے اس میں داخلہ کے لئے ڈی.جی.خان کے ٹرائبل ایریا کے بچوں کے لئے مناسب سیٹیں مختص کی جائیں۔"

اس قرارداد کی مخالفت نہیں کی گئی اس لئے یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ ڈی.جی.خان میں جو میڈیکل کالج قائم کیا گیا ہے اس میں داخلہ کے لئے ڈی.جی.خان کے ٹرائبل ایریا کے بچوں کے لئے مناسب سیٹیں مختص کی جائیں۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

صوبہ پنجاب میں سرکاری ملازمتوں میں خواتین کا کوٹا بڑھانے کا مطالبہ

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کے بعد دوسری قرارداد محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کی طرف سے ہے۔ وہ اسے پیش کریں۔ جی، محترمہ!

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت صوبہ پنجاب میں سرکاری ملازمتوں میں خواتین کا کوٹا بڑھا کر 10 فیصد کر دے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت صوبہ پنجاب میں سرکاری ملازمتوں میں خواتین کا کوٹا بڑھا کر 10 فیصد کر دے۔"

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس کو اس sense کے ساتھ oppose کرتا ہوں کہ محترمہ بیٹھ کر اس میں تھوڑی سی amendment کر لیں اور پھر لے آئیں تو اس کو oppose نہیں کیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا محترمہ آپ کے ساتھ بیٹھ کر اس پر discuss کر لیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! اگر آپ اس کو منظور کرانا چاہتی ہیں تو میں بھی تجویز دوں گا کہ آپ وزیر قانون صاحب کے ساتھ بیٹھ کر اسے amend کر لیں، اس کو ہم اگلی sitting میں لے آئیں گے۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد اگلے Private Members Day تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اس کے بعد تیسری قرارداد محترمہ ثمینہ خاور حیات کی ہے۔ وہ اسے پیش کریں، جی، محترمہ!

حضرت فاطمۃ الزہرہؓ کے یوم ولادت کو یوم خواتین کے طور پر منانے کا مطالبہ

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

> "یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہرہؓ جو ایک اچھی بیٹی، عمدہ بیوی اور مثالی ماں تھیں اس لئے ان کے یوم ولادت 20۔جمادی الثانی کو "یوم خواتین" کے طور پر منایا جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

> "یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہرہؓ جو ایک اچھی بیٹی، عمدہ بیوی اور مثالی ماں تھیں اس لئے ان کے یوم ولادت 20۔جمادی الثانی کو "یوم خواتین" کے طور پر منایا جائے۔"

اس قرارداد کی مخالفت نہیں کی گئی اس لئے یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ حضرت فاطمتہ الزہرہؓ جو ایک اچھی بیٹی، عمدہ بیوی اور مثالی ماں تھیں اس لئے ان کے یوم ولادت 20۔جمادی الثانی کو "یوم خواتین" کے طور پر منایا جائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: آج چوتھی قرارداد محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ) کی ہے۔۔۔ وہ موجود نہیں ہیں اس لئے یہ قرارداد disposed of کی جاتی ہے۔

آج کے ایجنڈے کی کارروائی ختم ہو گئی ہے لہذا اب اجلاس کل بروز بدھ مورخہ 7۔جولائی 2010 صبح 10:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔